



* بیہرہ (پاکستان) *

* * *

بیت ماہ جہادی الشاہی ۱۳۷۶ھ

مطابق ماہ جنوری ۱۹۵۶ء

★

تحت ادارہ

غلام حسین | امیر حزب الانصار بیہرہ | امین روپیہ
مدیر مسئول | مولانا الحاج القنار احمد بخوی | سالانہ چنہ
(پاکستان)

(بھیرہ)	۷۸۶	ماہنامہ
شمارہ ۱	جمادی الثانی مطابق ماہ جنوری ۱۹۵۷ء	جلد ۲۸

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	بزم انصاف	ادارہ	۴
۲	معارف قرآن	"	۶
۳	باب الحدیث	"	۱۰
۴	شریعت اور حقیقت	"	۱۲
۵	حجرہ صدیقہ کے تین چاند	مولانا غلام دستگیر صاحب نامی لاہور	۱۳
۶	شاہجہان کی نظر بندی اور اس کے اسباب	ادارہ	۱۸
۷	حضرت ابو بکر صدیق رضی	محترم مولوی محمد شرف صاحب قریشی	۲۱
۸	خلیفہ دوم حضرت عمر رضی	"	۲۵
۹	جو اہر ریزے	مولوی عبدالرشید صاحب ثاقب	۳۰
۱۰	سلام	جناب صبا صاحب امرتسری	۳۱

باتما غلام حسین ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر ثنائی برقی پریس سرگودھا میں چھپکر دفتریہ شمالی اسلام جامع مسجد بھیرہ سے شائع ہوا۔

بقیہ بزم انصار صفحہ ۴

دارالعلوم غفریہ : دارالعلوم میں بفضلہ تعالیٰ سلسلہ
تعلیم و تعلم جاری و ساری ہے
مدسین حضرات نہایت محنت و جانفشانی سے معروف
تدیس ہیں۔

تبلیغ : مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء سے بسر کردگی
حضرت مولانا الحاج افتخار احمد

صاحب گوی امیر حزب الانصار بھیرہ، سالانہ
تبلیغی دورہ شروع ہے

اور مندرجہ ذیل مقامات پر اجلاس
ہوئے۔ اس وفد میں مولانا درویش محمد
صاحب احمد پور سیال، مولانا محمد یونس صاحب
مولانا محمد عظیم صاحب نے شرکت فرما کر اپنے
مواعظ حسنہ سے حوام الناس کو مستفید

فرمایا۔
چک ٹین لائن، چک ۳، احمد پور، پرانا چبہ،
فقیراں، گھوڑ پور، چک ۳، دھوری وغیرہ

غیر حضرات نے نہایت محبت سے
وفد کا استقبال اور مدرسہ کی امداد کر کے
اور کر اگر ارکان حزب الانصار کو محضون کیا۔
اللہ کریم جزائے خیر دے۔ اور ان کی مساعی
جمیلہ کو قبول فرمائے، آمین

(باقی آئندہ)

شمس الاسلام : اس ماہ میں مندرجہ
ذیل حضرات نے
شمس الاسلام کی خریداری قبول فرمائی۔
بزاہم اللہ تعالیٰ حسن الجزاء :۔

محترم شیخ اقبال محمد صاحب جالندھری سرگودھا۔
محترم الدیار صاحب چک ۵۵۵ (چنیوٹ)،
محترم مولانا محمد یوسف صاحب پکٹ ۱۲۲ ڈیپانوالہ
محترم قاضی محمد عظیم صاحب میلیسی
محترم ملک مقصود آئی صاحب سکھ
محترم چوہدری میاں خان صاحب پکٹ ۱۲ شالی
محترم محمد یسین صاحب بھیرہ
محترم حافظ غوث محمد صاحب کھولہ
محترم مولوی محمد جمیل صاحب کراچی
محترم حکیم مولوی جمال دین صاحب چک ۱۳۱
محترم ہیڈ ماسٹر صاحب سکول چک ۲۹ ج، ب
محترم ایم عبدالرشید صاحب ہیڈ ماسٹر چک ۲۹ ج، ب
محترم حافظ محمد عبدالعزیز صاحب کڈ پکا
محترم حاجی محمد صدیق محمد ظہور صاحبان فورٹ کشن
محترم شیخ منور الدین صاحب شاہ پور صدر
محترم اول مدرس صاحب چک ۱۲ جنوبی
محترم اول مدرس صاحب سکول چک ۱۲ جنوبی
محترم اول مدرس صاحب سکول چک ۱۲ جنوبی
محترم ایم ظہور احمد صاحب ککوال

معارف قرآن

تفسیر سورہ فاتحہ

ادارہ :

تَعْبُدُ كَانُونَ اور اسکی حکمتیں

سورہ فاتحہ کا پڑھنے والا خواہ انفرادی حیثیت رکھتا ہو، خواہ اجتماعی، دونوں صورتوں میں ایک نعت پڑھتا ہے۔ سو یہ کہنا انفرادی حالت میں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے اصل اسرار و حکم تو خدا نے قدوس جل مجدہ ہی جانتے ہیں۔ لیکن جہاں تک دیک انسانی کا تعلق ہے، چند فوائد بیان کئے جاتے ہیں۔ اہم فخر الدین رازؒ فرماتے ہیں، یہ نون نون عظمت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ جب تو خارج الصلوٰۃ ہو، تو سخن دہم، نہ کہہ۔ اگرچہ تم ہزاروں بندوں ہوں۔ لیکن جب تو نماز میں مشغول ہو کر اچھے عبادت کا اظہار کرے تو کہہ نعت۔ تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ جو شخص میری عبادت کا حلقہ اپنے گلے میں ڈالتا ہے وہ دین دنیا کا مالک ہوتا ہے۔

اگر ایسا نعت ادا کرے دین تیری ہی عبادت کرتا ہوں، کہا جاتا، تو اس قول میں تکبر پایا جاتا ہے۔ اور جب یہ کہا، ایسا نعت تو اس کے معنی ہوئے کہ میں تم کے عبادت گزار بندوں میں ایک بندہ ہوں۔ اور یہ انکسار و تواضع ہے۔ گویا یہ نون ایک نمازی کو تعلیم دیتا ہے کہ تکبر و امانیت چھوڑ کر انکسار و تواضع اختیار کر۔ جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے، اسکو اللہ تعالیٰ رفعت و منزلت عطا فرماتے ہیں۔ اور جو تکبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکو پست و ذلیل کر دیتے ہیں۔ عاقل و فہم اور اہل

ایمان شخص کبھی تکبرانہ انداز سے گردن اٹھا کر نہیں چلتا۔

نعت شاخ پر میوہ سربرن میں

نعت کے نون کے متعلق دو ہی احتمال ہو سکتے

ہیں۔ یا تو اسکو نون جمع مانا جائے، اور یا نون تعظیم۔ پہلا احتمال باطل ہے۔ کیونکہ شخص واحد جمع نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح دوسرا احتمال بھی باطل ہے۔ کیونکہ اظہار

عبودیت اور ادائے عبادت کے وقت مجرذلت

اختیار کرنی چاہئے۔ تاکہ عظمت و رفعت، اگرچہ بظاہر

یہ دونوں احتمال باطل معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن غور کرنے

کے بعد دونوں صحیح ہو سکتے ہیں۔ یہ نون جمع بھی ہو

سکتا ہے۔ اس صورت میں اس امر پر تنبیہ ہوگی، کہ

انسان کے لئے افضل و اولیٰ یہی ہے، کہ وہ نماز کو

جماعت ادا کرے۔ اور نماز بجماعت کا جو فائدہ ہر

وہ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے

التکبیرۃ الاحلیٰ فی نماز بجماعت کی تکبیر ادا کرنے

المصلوۃ الجماعۃ خیر من انفرادیہا سے بہتر ہے۔

من الدنیا وما فیہا

جب ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہو

تو کہتا ہے، نعت۔ اور مراد اس سے وہی جمع ہوتی

ہے۔ اور جب اکیلا نماز پڑھتا ہے تو اسوقت مراد

یہ ہوتی ہے، کہ میں عبادت کرتا ہوں اور ملائکہ بھی میرے

ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ گویا قول نعت میں وہ اکیلا

نمازی اور ملائکہ دونوں داخل ہیں۔ یہ دونوں ملکر عبادت کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے نون جمع صحیح ہوا۔ اسلامی تعلیم کی رو سے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر ایک عباد کا جاتا تو صرف اسکی نفسی عبادت کا ذکر ہوتا۔ عبادت غیر کا ذکر نہ ہوتا۔ لیکن جب کہا ایلاک نعبد تو جمیع مومنین کی عبادت کا بھی ذکر ہو گیا۔ گویا ایک واحد مسلمان کی نماز تمام مومنین کی اصلاح ہمت کو شامل ہے۔ اور اس تصور سے رشتہ اخوت و مروت مضبوط و استوار ہوتا ہے۔ اور پنجوقتہ نمازوں میں اخوت دینی کا ناقابل فراموش سبق ملتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

عبادت اور عبودیت ایک مقام عالی ہے

اس مقام پر عبادت اور عبودیت کی حقیقت اور اس کے شرف کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ بغیر اس کے عابد کو عبادت کا حقیقی لطف نہیں آتا۔ سو جانتا چاہئے کہ عبادت اور عبودیت ایک مقام عالی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ حجر کے آخر میں فرماتے ہیں:-
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنْتَ
يٰٰصِبِقْ صٰدِقٌ
يَقُولُوْنَ فِىْ سُبْحٰنِ
سَاطِئِ وَكُنْ مِنْ
السَّاجِدِيْنَ وَاعْبُدِ
سَاطِئِ حَتّٰى
يَاۤمِيْكَ الْيَقِيْنَ
ہم جانتے ہیں کہ (اے نبی!)
آپ کا دل ان کفار کی باتوں سے تنگ ہو گا۔ پس آپ اللہ کی پاکی بیان کریں، اسکی خوبیاں بیان کریں اور اس کے آگے ہاتھ نہ گڑھیں۔ اور تا دم مرگ عبادت پر پابند رہیں۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت

ایک بڑا جلیل القدر اور عظیم الشان کام ہے۔ عبادت کی پابندی سے دل کی تنگی دور ہوتی ہے۔ سینے کی کشادگی ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عبادت خلق سے ہٹا کر حق تعالیٰ کے حضور میں پہنچاتی ہے جیسی تو حضور فرماتے ہیں نماز مومن کی معراج ہے اور حق کی طرف متوجہ ہونے سے دل کی تنگی کا دور ہونا یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ اسراء کے شروع میں فرماتے ہیں:-
سُبْحٰنَ الَّذِیْ
اَسْمٰیْ بِعَبْدِیْ
لَیْسَ لَیْ

یعنی) پاک ذات ہے وہ اللہ اسکی بے بندہ کو راتوں رات لے گیا۔

اس آیت مبارکہ میں واقعہ معراج کی رات کا ذکر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عباد کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اگر عبادت و عبودیت سے بڑھ کر کوئی اور عالمی منصب اور شرف و جبرگی کا مرتبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ معراج جیسے عالمی منصب کے ذکر کے وقت اسی کا ذکر فرماتے۔ پس ثابت ہوا کہ عبودیت کا درجہ تمام مراتب پر قائل ہے۔

ربوبیت و عبودیت کی معرفت

تمام مراتب سلوک کے مقامات کا مجموعہ دو مقام ہیں۔ اول ربوبیت کی معرفت۔ دو سر عبودیت کی معرفت۔ یعنی پروردگار عالم کی پہچان اور عبودیت کی شناخت۔ ان دونوں مقاموں کے حاصل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا وہ حمد حاصل ہوتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت مقدس میں کیا ہے:-

وَ اَوْفُوا بِعَهْدِیْ
اَوْفُوا بِعَهْدِکُمْ
تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہتا ہے۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے
ایک نکتہ لطیفہ :- واللہ الحمد سے یوم الدین تک تو
غیبت کو استعمال کرتا ہے۔ اور ایک نکتہ غیبت
سے خطاب کی طرف انتقال کرتا ہے۔ اس میں کیا فائدہ
ہے؟ حضرت امام فخر الدین رازحی فرماتے ہیں کہ نمازی
نماز کے شروع کے وقت اجنبی ہوتا ہے۔ اس لئے
مالک یوم الدین تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا خطاب کے میخولا
سے کرتا ہے۔ پھر گو یا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سے کہتا
ہے، کہ تو نے میری حمد کی، اور تو نے اس بات کا انتظار
کیا کہ میں اللہ، سہاب، سراج، سرحیم ام
مالک یوم الدین ہوں۔ سو اس کے صلہ میں ہم
نے تیرے سامنے سے حجاب غیبت کو اٹھا دیا ہے۔ اور
تیری دوری کو قریب سے بدل دیا ہے۔ اب تو ہم سے
براہ راست خطاب کر۔

ایاک نستعین

اس جملہ میں کمال عبودیت کا تصور پیش کیا گیا ہے۔
یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمت و توفیق نہ ہو،
بندہ اسکی معصیت سے نہیں بچ سکتا۔ اور عبادت
اسکی راہوں پر قدم نہیں مار سکتا۔ اسی لئے بندہ کی زبان
سے کہلوا یا، کہ اے اللہ! ہم تجھ ہی سے استعانت چاہتے
ہیں۔ عصمت اور توفیق کا طلب کرنا عبودیت کا کمال
ہے۔

کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، کہ کسی کام کے لئے
استعانت یعنی مدد طلب کرنا اس کام کے شروع کرنے
سے پہلے مناسب ہے۔ نہ کہ اس کے شروع کرنے کے بعد۔

اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مطالبہ کرتے
ہیں کہ جو اس حمد کی پابندی کریں جو انہوں نے اپنے خدا
کے ساتھ کیا تھا۔ اس ایفائے حمد کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ
بھی اپنے وعدہ کو پورا کرے گا جو ان سے کیا تھا۔

بندوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا حمد کیا تھا؟ یہی کہ
وہ ہمارا رب ہے، ہم اسکی راہوں پر چلیں گے۔ اس کے
حقوق اور حکموں کی محافظت کریں گے۔ اور اسکی آواز کو
سنیں گے۔ اور خدائے قدس نے اپنے بندوں سے کیا
عہد کیا تھا؟ یہی کہ ہم ان کو روحانی و جسمانی یادشاہتیں
نفاذ کیں گے۔

سو سورہ فاتحہ میں الحمد رب العلمین سے لیکر
مالک یوم الدین تک خدائی ربوبیت مذکور ہے۔ اس طرح
کہ بندہ کا اول عدم سے وجود میں آنا اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ خدا محبوب ہے۔ پھر حالت وجود میں روحانی
و جسمانی پرورش حاصل کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ خدا تعالیٰ رب، رحمن اور رحیم ہیں۔ پھر اس دنیا کی زندگی
کے بعد احوال معاد اس بات پر دلالت کرتے ہیں، کہ وہ
مالک یوم الدین ہے۔ ان سب صفات کی حقیقت تو ہم
نشین کر لینے کے بعد معرفت ربوبیت کا کمال حاصل
ہوتا ہے۔

اس کے بعد معرفت عبودیت کا درجہ ہے۔ وہ
ایاک نعبد سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے
کہ بندہ بخوبی جان لے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے اس کی
معصیت سے بچنا محال ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ توفیق
نہ دے اسکی عبادت و اطاعت کے لئے قوت حاصل نہیں
ہوتی۔ جب بندہ اس یقین کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے تو
اپنے دین و دنیا کے تمام مطالبہ و مقاصد حل کرنے کیلئے

اس طلب ہدایت پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اس کا تلاوت کرنے والا یا نمازی بالضرور مومن ہوتا ہے۔ اور مومن یقیناً ہدایت پر ہوتا ہے۔ تو پھر ہدایت کی طلب کرنا تحصیل حاصل ہے۔ اور یہ بات کلام الہی کے شایان شان نہیں۔ اس کا جواب صاحب تفسیر کبیر نے یہ دیا ہے، کہ ہم نے مانا نماز ہدایت ہے۔ لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے تمام ارکان نماز ہی میں منحصر ہیں۔ اور نماز ایمان ہی کا نام ہدایت ہے۔ ہدایت صرف اعمال ظاہریہ کی ادائیگی ہی میں منحصر نہیں۔ بلکہ یقین قلبی اسکے ارکان میں سے ہے۔ پس نمازی کا مطلب ہدایت سے یہ ہے کہ جس ہدایت پر میں ہوں مجھے اس پر ثابت قدم رکھ۔ میرے باطن کو ظاہر کے مطابق کر دے۔ جو ارکان مجھے معلوم نہیں انکی معرفت اور ادائیگی کی توفیق دی۔ اور مجھے کلی طور پر اپنا بنالے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ طلب ہدایت سے مراد صفات الہیہ پر چلنے میں شائد و مصائب برداشت کرنیکی طاقت طلب کرنا ہے۔ یعنی نمازی اپنے مولا سے عرض کرتا ہے کہ خدا و نما! مجھے ایسی قوت برداشت اور ایسا جذبہ اطاعت دے، کہ اگر تو مجھے میرا بیاد بخ کرنے کا حکم دے تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح تیار ہو جاؤں۔ اور اگر تو مجھے سمند میں کوپرنے کا حکم دے تو میں حضرت یونس علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو سمند کے حوالے کر دوں۔ وغیرہ۔

تیسرا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ ہر ایک اخلاق کی دو طرفیں ہوتی ہیں۔ افراط و تفریط۔ اور یہ دونوں مذموم ہیں۔ اور اعتدال و میانہ رومی عدل و ثواب ہے۔ یہی مطلوب و محمود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وَكُنْ لَّآلِیَ جَعَلْنَاكَ مَآئِدَةً وَاسِطَةً۔ (اور ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے)۔ پس نمازی ۴

مگر یہاں ایک نعبہ یعنی عبادت شروع کرنے کے بعد ایک نستعین کو ذکر کیا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ سوا کی کئی وجہیں ہیں۔ ۱۔ گویا نمازی کہتا ہے، کہ اے اللہ! عبادت تو میں نے شروع کر دی ہے، لیکن اس کے اتمام کے لئے میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔

۲۔ کہ ایک نستعین کے معنی یہ ہیں، کہ سوائے تیرے ہم کسی سے مدد نہیں چاہتے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی دوسرا میری اعانت جب کر سکتا ہے کہ تو اسکی اعانت کرے میری مدد لے لے سو جب بغیر کی اعانت سوائے تیری اعانت کے پوری نہیں ہو سکتی، تو ہم کیوں کسی دوسرے کی اعانت پر بھروسہ کریں۔ ہمیں صرف تیری ہی اعانت کافی ہے۔

ایک نستعین کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عبادت سے جو غرور پیدا ہوتا ہے، اس سے مقصود اس محجب اور غرور کو زائل کرنا ہے۔ (تفسیر کبیر) ایک نعبہ کے بعد ایک نستعین کہنے سے مراد یہ ہے کہ عبادت الہی کی توفیق بھی خدا سے طلب کی جائے۔ بغیر اسکی استعانت کے انسان عبادت نہیں کر سکتا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

(دکھا ہم کو سیدھی راہ)

یعنی اے اللہ! ہم کو راہ ہدایت پر قائم رکھ۔ اور اسی راستہ پر چلا، جس پر تیرے نیک و اطاعت شعار بندے چلتے ہیں۔

طلب ہدایت کا صحیح مفہوم

۴۔ اس میں اعمال و اخلاق میں اپنے مولا سے اعتدال و توسط پر چلنے کی توفیق مانگتا ہے ۵

باب الحدیث

إِعْتَصَامُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَنِ

(اداسی)

پچھلی امتیں کیوں گمراہ ہوئیں؟ اسلئے کہ انکے پاس کتاب تھی، سنت نہ تھی۔ یہود و نصاریٰ کے علماء نے اپنی مرضی کے مطابق اپنی کتابوں کو بنالیا۔ اور تحریف و تبدیل قوانین اللہ کی صورتیں فسخ کر دیں۔ سبطرح اگر مسلمانوں کے پاس بھی کتاب کے ساتھ سنت نہ ہوتی تو یقیناً دین اسلام کا بھی وہی حال ہوتا جو موسوی اور عیسوی دین کا ہوا۔ گو یا اللہ تعالیٰ نے حدیث نبوی سے قیامت تک کے لئے دین الہی کو تحریف انسانی سے محفوظ و مستحکم کر دیا۔

اگر قرآن کے ساتھ حدیث کی پیروی لازم نہ ہو تو ہر شخص اپنی رائے، میلان طبیعت اور خواہش نفس کے مطابق قرآنی آیات کی تاویل و تفسیر کر کے گمراہ ہو جائے۔ بعض آیتیں کسی معنوں کو مختص ہیں۔ ہر شخص اپنی غرض کے مطابق معنوں کو ترجیح دے سکتا ہے، نشانے الہی کو بدل سکتا ہے اور قرآنی آیات کو جاوید استعمال کر سکتا ہے۔ اسی چیز نے یہود و نصاریٰ کو تباہ کیا۔ غرض صرف قرآن کو کافی سمجھنا ایک ایسی گمراہی اور لاندہ رہی ہے، کہ مذہب ایک بچوں کا کھیل بن جاتا ہے۔

جب ایک معمولی کتاب میں خم انسانی ایک نہیں ہو سکتا تو کتاب الہی میں خم انسانی کیونکر مطابق ہو سکتا ہے۔ جو جس کی مرضی ہوگی وہی قرآن سے سمجھے گا۔ اور اپنی عاقبت برباد کرے گا۔ پس کوئی مسلمان حدیث نبوی کے بغیر عامل بالقرآن ہو ہی نہیں سکتا۔

شاید کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ جب یہ صورت ہے تو صحابہ کی نسبت کیا کہا جائیگا جو حدیث نبوی کے بغیر عامل بالقرآن تھے؟ یہ بات ہی سرے سے غلط ہے۔ صحابہ حدیث نبوی ہی کے ذریعہ عامل بالقرآن تھے۔ یعنی انہوں نے صاحب قرآن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور قرآن کو خود صاحب قرآن سے سیکھا تھا۔ پھر تابعین نے صحابہ سے قرآن کو سیکھا۔ تبع تابعین کے زمانہ میں چونکہ صاحب قرآن سے قرآن سیکھنے والے یعنی صحابہ نہ رہے تھے، اس لئے عمل بالقرآن کا دار و مدار حدیث نبوی پر آٹھرا۔

حدیث کیا ہے؟ ہر وہ قول، فعل، تقریر اور صفت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح اور قطعی طور پر منسوب ہو وہ حدیث ہے۔ حدیث قرآن کی بہترین، سچی، حقیقی، اصلی، عملی اور خالص تفسیر ہے۔ اور خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ ارشاد باری ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ مِنَ اللَّهِ عَلِيمًا
نیک نمونہ ہے۔

کون نہیں جانتا کہ حضور کی ذات اقدس پر تمام کمالات انسانی اور مراتب و درجات عالیہ ممکن ختم ہو گئے۔ آپ نے ان کمالات سے دوسروں کو بھی فیضیاب کیا۔ قرآن پر خود عمل پیرا ہو کر اور مجسم قرآن بن کر دوسروں کے سامنے قرآن کا عملی نمونہ پیش کیا۔ یعنی اسلام کا تعلیمی پہلو قرآن نے مکمل کیا،

رسول اللہ کا اسوہ حسنہ بنی نوع انسان کے لئے کامل اور دائمی نمونہ ہے

اسلئے کہ یہ چاروں باتیں صرف ہمارے حضور کی سوانح حیات میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا کے تمام شاعرین ادیان اور بانیان مذاہب میں سے صرف بانی اسلام صلعم ہی کو تاریخی عظمت و وقعت حاصل ہے۔ باقی کسی مذہب کے بانی اور ہادی کو تاریخی اہمیت حاصل نہیں۔ ان کے نام اور مختصر حالات کے سوا اور کسی چیز کا پتہ نہیں۔ اگر کچھ حالات پائے بھی جاتے ہیں، تو چونکہ دنیا کی کوئی قوم مسلمانوں کی طرح اپنے فن روایت و روایت نہیں رکھتی، اس لئے وہ محض قیاسات و اوهام اور افسانوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کی نسبت ہم کوئی قطعی رائے قائم نہیں کر سکتے۔

دیگر بانیان مذاہب کے سوانح حیات عام طور پر رنگ و شبہ کے پردوں میں مستور ہیں۔ انکی سیرتیں ناقص اور ادھوری شکل میں ہیں۔ انہوں نے جو تعلیم دینا کے سامنے پیش کی، اس تعلیم کے مطابق ان کی عملی نمونہ نہیں ملتا۔

مگر حلقہ بگوشان اسلام کا دعویٰ ہے، اور اعداء اسلام بھی اسکو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول، کوئی فعل اور کوئی امر از پیدائش تا آخرت ایسا نظر نہیں آتا جو آپ کے سوانح نگاروں، مورخوں اور نقادوں نے سپرد قلم نہ کیا ہو۔ آپ کی زندگی کے چھوٹے بڑے تمام واقعات پوری تفصیل اور جامعیت کے ساتھ سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو پردہ راز و گوشہ گمنامی میں پڑا ہو۔

اور عملی پہلو احادیث نبوی نے دکھا کر مستحکم کیا۔ اس بنا پر ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کا بچا، کامل، الہامی، فطرتی اور نجات دہندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ اسلئے کہ وہ اپنے علمی عملی و دونوں پہلو رکھتا ہے۔ وہ محض تعلیم ہی نہیں دیتا، بلکہ نمونہ بھی دیتا ہے۔ اس کے علم و عمل دونوں کامل اور دائمی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں تمام مذاہب ناقص، نامکمل، غیر فطری اور فلاح و نجات کا ذمہ لینے سے انکاری ہیں۔ اسلئے کہ وہ تعلیم تو دیتے ہیں، مگر عملی نمونہ نہیں پیش کرتے۔ گویا اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ سچا، کامل اور ابدی مذہب وہ ہے جو کتابی تعلیم کے ساتھ عملی نمونہ بھی رکھتا ہو۔ اور وہ عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور احادیث نبویہ ہیں۔ دنیا میں اور بھی ہزاروں ریفاہر، مجدد، مصلح، ہادی اور بانیان مذاہب گزرے ہیں، جن کے متبعین دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ہادی کی سیرت اپنے اندر عملی نمونہ رکھتی ہے۔ اور انسانی نجات و فلاح اسی میں منحصر ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ شاعرین ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح حیات اور سیرتوں میں سے کس کی سیرت انسانی سوانحی کیلئے آئینہ زندگی یا دائمی نمونہ اور فلاح و نجات کا ذریعہ ہو؟ سو عقل انسانی کے نزدیک دائمی سیرت اور نمونہ تقلید اسی بانی مذہب اور شارح دین کی زندگی ہو سکتی ہے، جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں، تاریخت، جامعیت، کاملیت اور عملیت۔

شریعت اور حقیقت

(اداسہ)

امام ابن حزمی تبلیس ابلیس میں لکھتے ہیں :-

بعض لوگوں نے شریعت اور حقیقت میں فرق نکالا ہے مگر ایسا خیال سراسر نادانی ہے۔ کیونکہ شریعت سب کی سب حقائق ہے۔ اگر اس قول سے مراد عزیمت اور رغبت ہو تو وہ دونوں بھی شریعت ہیں۔ خود قدمائے موفیہ کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے خلاف ہر شرع سے اعراض کرنے پر اٹھ کر کیا ہے۔ جو شریعت اور حقیقت کو تباہ کرنے سمجھتے ہیں۔

ابو الحسن جو بصرہ میں شعوانہ کے غلام تھے، کہتے ہیں کہ ابو الحسن بن سالم نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ قسری نے فرمایا کہ دینا سراپا جمل ہے بجز علم کے۔ اور علم سب کا سب حجت ہے بجز اس کے جس پر عمل ہو۔ اور عمل سب کا سب موقوف ہے بجز اسکے جو سنت کے مطابق ہو۔ اور سنت تقویٰ پر قائم ہے۔ جو شخص ظاہر شریعت کو چھوڑ دے گا لازماً زندقہ ہو جائیگا۔ خدا سے ملنے کا راستہ سنت سے افضل کوئی نہیں۔ میں نے طریق سنت سے ایک قدم بھی تجاوز نہیں کیا۔ اور شیخ ابو سعید خزاز کا قول ہے کہ جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔ اور ابو بکر دقاق کا بیان ہے کہ میں ۲۵ سال بیابان میں چلا جا رہا تھا۔ یہ وہی بیابان ہے جہاں نبی اسرائیل سالوں تک گھومتے پھرتے تھے۔ میرے دل میں خدشہ گذر کہ علم حقیقت شریعت کے خلاف ہے۔ اتنے میں درخت کے نیچے سے کسی ہاتھ نے مجھے آواز دی کہ جو حقیقت تابع شریعت نہ ہو وہ کفر ہے۔

امام محمد غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے، کہ جو شخص

آپ کے بچپن کے اخلاق و عادات کی گواہیاں دشمنوں کی زبان سے موجود ہیں۔ شباب کا پاکیزہ زمانہ اپنی قدوسی شان کے ساتھ سیرت کی کتابوں میں درخشاں ہے۔ آپ کے دن کے افعال اور رات کی زندگی باریک اور نازک تفصیل کے ساتھ دعوتِ نظریہ رہی ہے۔ آپ کا روز و شب کا عمل آمد نہایت مدافعتی کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اور آپ کی حیاتِ طیبہ ایسی مدافعتی سے نظر آ رہی ہے کہ باوجود ساٹھ تیرہ سو سال زایہ گزرنے کے گویا ہم خود اُس زمانہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

چنانچہ دعویٰ ہے کہ صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس ہی اس لائق ہے کہ اسکو دنیا کے لئے کامل اور دائمی نمونہ کہا جاسکے۔ آپ ہی دنیا کے نیت دہندہ، مصلح اعظم اور خدا کے آخری نبی ہیں

کیا احادیث کے منکر اسلام کے اس شرف و امتیاز کو مٹانا چاہتے ہیں؟ کیا وہ دنیا کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ بنی نوع انسان کے لئے کامل اور دائمی نمونہ نہیں؟ اور کیا وہ مسلمانوں کو قرآن کی بہترین، سچی اور اصلی تفسیر سے محروم کر کے لاندہ بی اور گراہی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں؟ اگر یہی بات ہے، تو وہ حماقت و نادانی کے اندھے کنوئیں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔

حجرہ صدیقہ کے تین چاند

حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب میں دیکھا تھا کہ ان کے حجرے میں تین چاند نظر آئے ہیں۔ وہ کون سے دنیا کو منور کرنے والے چاند تھے؟ اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم کریں۔

مولانا پیر غلام دستگیر صاحب تاجی لاہور

فضیلت مدینۃ المنورہ میں احادیث نبوی

مدینۃ المنورہ کی فضیلت میں متعدد حدیثیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔ یہاں صرف چند ایک کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔
(۱) المدینۃ خیر لہم لو کانوا یعلمون الخ یعنی مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ کاش وہ اس کی بزرگی کو جانیں۔ جو کوئی (اور وہ اعتراض) مدینہ منورہ کی اقامت کو چھوڑ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو اس کی جگہ وہاں لے آئے گا۔ اور جو کوئی اس میں رہ کر شدت و تکلیف کو برداشت کریگا تو میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔

(۲) ان ابراہیم حرم مکہ فجعلا حراما وانا حرمت للمدینۃ الخ یعنی تحقیق ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اور میں مدینہ کو اسکی دو طرف کے درمیان حرمت کا مقام قرار دیتا ہوں۔ اس میں خونریزی نہ کی جائے۔ اور نہ اس میں جنگ کے لئے ہتھیار اٹھائے جائیں۔ اور نہ اس میں درختوں کو گرایا جائے مگر چارہ کے لئے۔

(۳) امرت بقہایۃ تا کل القہای یقولون یتوب وہی المدینۃ الخ یعنی مجھے بتیوں پر غالب آنے والے مدینہ (مجھے لوگ یثرب کہتے ہیں) کی طرف حکم (ہجرت) ہوا ہے۔ وہ ان لوگوں کو جو بُرے ہیں، اس طرح

بزرگان دین نے جو یا خدا، تبلیغ دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں عرصے گزاریں اور اسلام کو سر بلند کریں، وہی اللہ تعالیٰ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ اور ان کا قرب باعث نزول برکت و رحمت ہوتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ وہ ان کے جوار میں دفن ہو۔ تاکہ خدا کے پیاروں کے قرب کے صدقے میں وہ بخشا جائے۔

مقبول مسلمان اسی آرزوئے بخشش سے او ایاد اللہ کی نزدیکی میں دفن ہونے کے لئے سینکڑوں ہزاروں روپیہ صرف کر کے مجاوروں سے قبر کی جگہ حاصل کرتے ہیں۔ اگر وہ خود قبر نہیں بناتے تو ان کی سید اولاد انہیں کسی بزرگ کے پاس دفن کر دیتی ہے۔ ایسے عقیدت مند اشخاص کے پختہ مزار آپ کو لاہور میں بھی داتا گنج بخشؒ، شاہ محمد غوثؒ، شیخ طاہر بندگیؒ اور حضرت میاں میر وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کی خانقاہوں میں ملیں گے۔

فقہ صفحہ گذشتہ: مرمیوں کہے کہ حقیقت خلاف شریعت ہے، یا باطن خلاف ظاہر ہے۔ وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب ہے۔ ابن عقیلؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو مصالح خلق کیلئے مقرو فرمایا ہے۔ پس جو شخص شریعت کو چھوڑ کر حقیقت کو طلب کریں وہ قریب خوردہ ہے ۛ

دھڑکے گا، جس طرح کہ بھیڑی لوہے کے زنگ کو۔

۲، من استطاع ان يموت في المدينة
فلم يموت اليه - یعنی جس کسی سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے
کیونکہ جو شخص اس میں جان دے گا، میں اسکی شفاعت
کروں گا۔

عاشقانِ حضورؐ کی ہمیشہ یہ آرزو رہی ہے، کہ وہ خاک
پاک مدینہ میں دفن ہوں۔ دیکھو ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی اسی
ضرورت میں فوت ہو گئے کہ مجھے حجاز میں مرنا اور مدینہ میں
مرقد نصیب ہو۔ جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے۔

ہست شانِ رحمت گیتی نھاں ! آرزو دارم کہ میرم در حجاز
از درت خیزد اگر جزائے من ! وائے امروز نوشا فردا من
فرخا شہر کو کہ تو بودی در اں ! لے خنک خاکے کہ آسودی در اں
”مکن یار امت و شہر یار من پیش عاشق این بود حبطن“
کو کم را دیدہ بیدار بخش مرقدے در سایہ دیوار بخش
تا بیا ساید دل بیتاب من بستگی پیدا کند سیلاب من
با فلک گویم کہ آرام نگر ! دیدہ آنا ز انجم ام نگر
(ہمز بخودی کا اخیر)

مدینہ میں سربلندی و عظمت اسلام کا نشان :-

مدینے میں اسلامی سربلندی و عظمت کا نشان گنبد
خضرا (سبز قبہ) ہے۔ جو حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تعمیر ہے۔ حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر
مدینہ میں تشریف لائے، تو سب سے پہلے مسجد تعمیر کی۔ جو
ابہ مسجد نبوی کے نام سے موسوم و مشہور ہے۔ اور
اسی کے متصل از واج مطہرات کے لئے حجرے تعمیر فرمائے
سب سے پہلا حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ کا بنا۔ اور یہی آپ کو
زیادہ دل پسند تھا۔ یہ حجرے انہی از واج مطہرات کے تھے

جن کے لئے یہ تعمیر ہوئے تھے۔ اس پر قرآنی الفاظ و قسین
فی بیوتکن شائد ہے۔ (یعنی اے نبی کی بیویو! اپنے اپنے
گھروں میں ٹھہری رہو) اور انہی کو وہ سری جگہ خطاب ہوا
واذکنن ما یتلی فی بیوتکن من آیت اللہ
والحکمۃ کہ تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی
ہیں، اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔

اس سے ثابت ہوا کہ اجہات المومنین کے مقدس گھر آیات
اللہ اور حکمت کی منزل گاہ تھے۔ اور ان سب میں اشرف و
اعلیٰ سیدہ صدیقہ کا گھر تھا۔ جسے رحمۃ اللعلین کی دائمی
آرامگاہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اور جہاں صدیق و شہید
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آسودہ ہیں۔ اسی حجرہ
میں حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات ظاہری کے آخری
دن گزارے۔ یہیں آپ کو وصال باری تعالیٰ حاصل ہوا۔
اور یہی آپ کا مدفن قرار پایا۔ مالک مکان سیدہ عائشہ نے
یہیں اپنے والد بزرگوار یار غار حبیب کر دگا و حضرت ابو بکر
صدیق کو آسودہ کیا۔ اور حضرت عمر فاروق اعظم کو دفن
جائے کی اجازت دی۔ اس پر اس وقت نہ کسی نے اعتراض
کیا، نہ کسی کو حق اعتراض تھا۔ نہ اب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخوائے حدیث متفقہ
نحن معاشر الانبیاء لا نترک ولا نوسک الخ
یعنی ہم خدا کے نبی نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں، نہ ہمارا
کوئی وارث ہوتا ہے۔ بلکہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ
دبرائے بیت المال ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے
نہ کسی سے مال ورثہ میں لیا اور نہ کسی وارث کے لئے چھوڑا۔
زندگی میں جو کچھ کسی کو دے دیا یا بنوادیا، وہ ملکیت سے خارج
ہوا۔ اب جن کو دیا گیا وہی مالک ٹھہرے۔ صدیقہ کا حجرہ
صدقہ کا تھا۔ انہوں نے حج کو چھلایا اس میں آسودہ کیا۔ کسی کو

اقرض کا حق نہ ہوا نہ ہوگا۔

موطا امام مالکؒ میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ صلعم کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب میں اپنے حجرے کے اندر تین چاند اترتے دیکھے۔ اپنے والد حضرت ابو بکر سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو وہ اس وقت خاموش رہے۔ لیکن جب حضور اقدسؐ نے وفات پائی۔ اور ان کے حجرہ میں مدفون ہو تو فرمایا، عائشہ! یہ تمہارے حجرے کا پہلا اور بہترین چاند ہے۔

(تلفاز راشدین مطبع محارف مدنی، نعم ما قلنا)

۵ گنبد خضراءے شرب تیری اعلیٰ شان ہے

عرش تیرے فرش پر سوجان سے قربان ہے

تیری عظمت، تیری حرمت، تیری عزت اور وقار

ہے رہیں اس کا ہوا شرف بعد از رحمان ہے

وہ محمد مصطفیٰؐ ہیں اور احمدؑ مجتبیٰ

جن کے در کا عقل کل جبریل اک دربان ہر

ثانی اشمن اذ ہما فی النار بھی ہیں ساتھ ہی!

انبیاء کے بعد جن کی سبک اعظم شان ہے

ہیں ابو بکرؓ و محمدؐ کی معیت میں عمرؓ

بعد انہیں ان کا امت پر بڑا احسان ہے

ہے محبت مصطفیٰؐ شیخین کا جو ہے محبت

جس کے یہ محبوب ہیں وہ کامل الایمان ہے

حلقہ اسلام میں داخل جو ملک ان سے ہوئے

بصران میں ایک، شام ایک اور ایک ایران ہے

یہ ہے محبوب خدائے لامکان کا وہ مکان!

جو کہ ہے نامی مطاف و قبلہ کرومیاں!

اس میں آسودہ نبی ہیں اور صدیق و شہید

ملحق ہے اس در سے ہی امت کو جنت کی کلید

اس کے گرد و پیش جو مقبور اور مدفون ہیں

وہ عذاب قبر و تشو و نشر سے مامون ہیں

حجرہ صدیقہ کا پہلا چاند حضرت محمد مصطفیٰؐ

پہلا چاند: سر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کو

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام کی تبلیغ کے لئے مبعوث

فرمایا ۵

مس غام کو جس نے کندن بنایا کھر اور کھوٹا الگ کر دکھایا!

عرب جس پر قرون سوتھا جہل چھایا پلٹ دی بس کائنات میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ پڑے کو موج بلا کا!

ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

رسول اللہ صلعم نے مخالفوں کی کوششوں کے

باوجود کئے کی معاندانہ فضا میں ابو بکر صدیقؓ جیسے مستقل

مزاج اور مخلص، عمرؓ جیسے مضبوط طاقتور، عثمانؓ جیسے

شریف، سخی اور علیؓ جیسے پہلوان حلقہ بگوش کر لئے۔

جب حضور اللہ صلعم بارہ برس بعد ہجرت کر کے یثیب

پہنچے تو وہاں بھی دشمنوں نے پھینکا کیا۔ مگر مخلص صحابہ کی

جان بازی سے حضورؐ نے فتح پائی۔ اور مخالفوں نے مذہب کی

کھائی۔ آخر سارا عرب زیر نگین ہو گیا۔ اور حضورؐ اپنا مشن

د تکمیل دین، پورا کر کے ربیع الاول ۱۱ھ میں اپنے شاہد

حقیقی سے واصل ہو گئے۔ ۵

! جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت

اداکر چکی فرض اپنا رسالت!

رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی محبت

۱۵ یعنی آسودگان جنت البقیع از واج مطہرات، نبات الہی، حضرت ذوالنونین و دیگر صحابہ کرام اور امام زین العابدین، امام باقر، اور امام جعفر صادق وغیرہ رضی اللہ عنہم ۱۳

بنی نے کیا خلق سے قصدرحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی !
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی
(مالی)

دوسرا چاند : ہر حجرہ مدیقہ میں دوسرا چاند وہ ہے
جس کی برستہ تعریف کا حق اقبال مرحوم نے دو شعروں میں
ادا کر دیا ہے ۔

اَنْ اَمِنَ النَّاسُ بِرِمَوْلَائِهِ مَا اَنْ اَكْلِمَ اَوَّلَ سَيِّئَاتِهِ مَا
مَحَبَّ اَوَّلِ شَيْءٍ مِلَّتِ رَاہُ اَبَاہِ شَائِقِ اِسْلَامٍ وَاَوَّلِ بَدْوِ قَبْرِ
یعنی وہ وجود باہود جسے حضور نے اپنا سب سے
بڑا محسن فرمایا ہے ۔ اور جو حضور کے خلیفہ بلا فصل اور دین
متین اور امت محمدیہ کے محافظ تھے ۔ جو سب سے پہلے حضور
پر ایمان لائے ۔ وقت ہجرت ہمارا اور رفیق غار بھی وہی ہوئے
اور حجرہ عائشہ (علیہا السلام) میں بھی حضور کے اولین ساتھی
آپ ہی ہیں ۔ نعم ما قلْتُ ۔

مدیق یار غار بنی افضل البشر !
بعد از بھارت گ توئی قصہ مختصر !

• آپ نے اپنے مختصر عہد خلافت میں اسلام کے
خلاف اٹھے ہوئے قتلوں کا جس غلوں اور استغلاں سے
مقابلہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا ۔ جھوٹے نبیوں کو جو بے
شمار شکروں کے مالک تھے ، کفر شکن سیف اللہ سے شکست
دی ۔ مرتدوں کو ٹھکانے لگایا ۔ مانعین زکوٰۃ کو راہ راست
پر لائے ۔ اور ایرانیوں اور رومیوں کی فوجوں کو منہدم کیا ۔
سچ کہا ہے ، ولیم میور نے ، کہ اگر ابو بکر نہ ہوتا تو رسول اللہ
صلعم کے بعد جو قتلوں کا سیلاب اٹھاتا ، وہ اسلامی کشتی
کو پاش پاش کر دیتا ۔ مگر ابو بکر کی ہمت اور غلوں سے وہ
بچ گیا ۔

وہ ابو بکر جس نے اپنا سب کچھ رسول خدا اور راہ
اسلام میں خرچ کر دیا ۔ اور اپنے عہد خلافت میں اپنے یا اپنی
اولاد کے لئے نہ کوئی جاگیر بنائی ۔ اور نہ اپنے فرزندوں میں
سے کسی کو جانشین مقرر کیا ۔ اگر نا خود کیا تو حضرت عمر کو ۔
جو آپ کا رشتہ دار نہیں تھا ۔ آپ کا اخلاص نتیجہ خیر ثابت
ہوا ۔ اور مسلمان قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک ہو گئے ۔
ذَاكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔

(۱) جس نے تن من دھن سے کی ہو خدمت ختم ازل

ہاں ہے یو بکر عرش و فرش پر ہے جس غل

(۲) دئے ہم نے اوروں کے احسان آمار

عوض دے گا یو بکر کو مکر دھار !

(۳) نہیں تھا کسی کا یہ حق اور کام !

کہ مدیق کے ہوتے بنتا امام

(ارشاد علی)

(۴) غار میں تھے جو محمد کے شفیق

عوض کوثر پر بھی وہ ہوں گے رفیق

(۵) جسے پہلے داخل جنت ہو ہو گا امتی

نام نامی اس کا ہے یو بکر مدیق بنی

(۶) مد فون جو جلیب خدا کے قریب ہیں

دینا و آخرت میں وہی خوش نصیب ہیں

(یو بکر و عمرؓ)

تیسرا چاند : ہر حجرہ عائشہ مدیقہ میں تیسرا چاند
وہ ہے ، جسے رسول اللہ صلعم نے اپنی خاص دعاؤں
سے اسلام کی عزت و عظمت کے لئے مشرف باسلام کیا ۔
اور جس کا مسلمان ہونا اسلام کی تقویت کا باعث ہوا ۔
جس کی خلافت دین حق کے لئے موجب برکت تھی ۔
جس نے بقول مسٹر گبن ۳۶ ہزار قلعے فتح اور چار ہزار

بت کدے صاف کئے، اور ۱۴ سو مسجدیں بنائیں۔ سیریا، مصر، افریقہ، تاجک طلمات، آذربائیجان، آرمینیا، عراق، عرب، ایران، خراسان، ماوراء النہر، ترکستان اور افغانستان کے مشرقی حصے فتح کر کے شامل سلطنت اسلامیہ کئے جسب پیشگوئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فیصر وکسرے کے مالک کا مالک مسلمانوں کو بنا دیا۔

جب اس کی فوج ظفر موج دین ہدی کی دنیا سے دنیا کو منیر کر رہی تھی، تو اس نور سے کفار کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اور انہوں نے سازش کر کے ایک مجوسی الامل کو مامور کیا۔ جو مدینہ منورہ میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔ وہ موقع پا کر دو دھارا خنجر لئے مسجد نبوی کی محراب میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جب فاروق اعظم بارگاہ رب بے نیاز میں بھجرونیاز دست بستہ کھڑے ہوئے، تو اس بزدل انسان نے آپ کو سخت گھاتل کر دیا۔ اور پھر اسی خنجر سے خودکشی کر کے واصل جہنم ہوا۔ اور ایک قول کے مطابق اسے ایک شریک سازش نے قتل کر دیا، تاکہ سازش کا پتہ نہ چلے۔ فاروق اعظم نے فرمایا کہ اللہ کسی کلمہ گو کا ہاتھ مجھ پر نہیں اٹھا۔ اور میں شہید کی موت مروں گا۔ یہ ۲۸ ذوالحجہ ۲۳ھ کا واقعہ ہے۔ دوروز بعد آپ نے جان جان آفرین کو سپرد کی۔ اور مالکہ حجرہ مقدسہ کی اجازت سے اپنے ہر دو پیشروؤں کے پاس جا آسودہ ہوئے۔ سب سے افضل نبی کے پاس سب سے اصدق صدیق آراء فرماتے تھے۔ اب سب سے اعظم شہید بھی جا پہنچے۔ اور ہمہ صفت موصوف تین برگزیدہ ہستیوں کا دائمی اجتماع ہو گیا۔

صدیق اور شہید ہیں خیر البشر کے ساتھ
یا یوں کو نجوم درخشاں قمر کے ساتھ
مفہوم حدیث منقبت فاروق اعظم

(۱) رسول اللہ کا ہم کو بشارت یہ سننا تھا ہے
عمر جس راہ پر ہو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہو
(۲) ہاں عمر فاروق اعظم سایہ رحمان ہے
لڑہ بر اندام اس سے ہر گھڑی شیطان ہے
(۳) بنی برحق نے کمدیا ہو کر حق میں جو عین حق ہے
دل زبان عربیہ حق ہے نہیں نکلس میں یہ داد حق ہے
(۴) امت کو دے گئے ہیں یہ بین خبر نبی !!
ہوتا جو میرے بعد تو ہوتا عسر نبی !
(۵) دعا حضرت نے کیا اسلام لے آئے عمر نوڑا
گری اعدا پہ بجلی سی، گئے صدے سے مرفوڑا
شیخین کی شان میں مفہوم حدیث

ہو گئے پختہ عمر جنت میں جو داخل بے خطر
سید و سرداران کے ہیں ابو بکر و عمر
مرتبہ شیخین کو یہ امتوں میں ہے حصول
لیک فائق ان سے سائے انبیا ہیں اور رسول
کار دین و ملیں میں میرے یہ سمع و بصر
سننے حق ہیں دیکھتے بھی حق ہیں ابو بکر و عمر
ادھر جبریل میکائیل سے ہے مشورہ ان کا
ادھر صدیق اور فاروق سے ہیں انجمن آزاد
کی وصیت یہ رسول اللہ نے لے مرد سعد
پیروی کرنا ابو بکر و عمر کی میرے بعد !
زندگی میں اور بعد از فوت بھی
ہیں ابو بکر و عمر یار نبی !!
حشر میں بھی وہ اٹھیں گے ایک ساتھ
ہو گا ان کے ہاتھ میں دونوں کا ہاتھ
نامسلم تاریخ نویس درمخ شیخین :-
حضرت ابو بکر و عمر کے مناقب سے کتب احادیث

شاہجہان کی نظر بندی اور آس کے سبب

اشاعت گذشتہ

(ادارہ)

سلسلہ

اس کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا ذمہ وار ہے۔
تخت طاؤس کی حوالگی کا مطالبہ
 اورنگ زیب کے نزدیک شاہ جہان ان جواہرات کا بھی حقدار نہ تھا، جو شاہجہان زیب تن کرتا تھا۔ شجاع کے مؤرخ ہرزہ گو معصوم کا بیان ہے، کہ جب اورنگ زیب نے اپنے بڑے لڑکے کو بھیج کر شاہ جہان سے مشہور و معروف ”تخت طاؤس“ طلب کیا تو ضعیف العمر بادشاہ نے اس کی آخری زیارت کرنے کے بعد اس کے دو تختے نکال لئے۔ جن میں سب سے زیادہ بیش قیمت ہیرے اور یاقوت بڑے ہوئے تھے۔ مگر آخر کار پوتے کے اصرار سے واپس کر دئے۔

جواہرات، آس اور تسبیح کی طلبی

علاوہ بریں قلہ آگرہ سے بھاگتے وقت داراشکوہ نے اپنی بیگموں اور لڑکیوں کے زیورات اور جواہرات جن کی مجموعی قیمت ستائیس لاکھ روپیہ تھی۔ حرم سرا کے ایک مضبوط اور مستحکم کمرے میں بند کر دیئے تھے۔ اورنگ زیب نے ان کو بھی مانگ بھیجا۔ شاہ جہان پہلے تو مدت تک انکار اور چیلے حوالے کرتا رہا۔ مگر آخر کار یہ طعنہ بھی اٹھانا پڑا۔ خانی خان وغیرہ نے کھا ہے، کہ شاہجہان کے پاس سو موتیوں کی ایک بیش بہا تسبیح تھی۔ جس کے سب موتی

سماں اور اثاثہ البیت کا جھگڑا بہ پرو فیسر کھتے ہیں کہ ان جواہرات کے لئے جو تاج شاہی میں لگے، یا قلہ آگرہ میں دھرے ہوئے تھے، باپ بیٹے میں مدت تک کشمکش جاری رہی۔ شاہجہان اس خیال سے بلا نہ آتا تھا، کہ میں ان چیزوں کا شرعی مالک اور جائز حقدار ہوں۔ اورنگ زیب کی طرف سے اس دلیل کا یہ جواب دیا گیا کہ یہ تنہا ہی اسباب اور خزانے جمہور کے سود و بہبود کے لئے ہیں۔ بادشاہ صرف خدا کی طرف سے ان چیزوں کا امین و محافظ ہے۔ اور وہ خدا کی بخشی ہوئی دولت سے

بقیہ صفحہ گذشتہ : ۱۷ مالا مال ہیں۔ ہر مذہب و قوم کے سنجیدہ لیڈر ان کا حق میں طلب لسان ہوئے ہیں۔ چنانچہ مسٹر پٹن، لیکن اور سر ولیم میور تو انچ اسپر شاہ ہیں۔ جانا گا ندھی نے کانگریسیوں کو ان کے قائم ہونے کے وقت اعلان کیا تھا، کہ کانگریسی وزراء کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا چاہئے۔ باوجودیکہ دنیا کی ساری دولت ان کے قدموں میں پڑی ہوئی تھی۔ مگر انہوں نے ہمیشہ اپنی محبت تنگ رکھی۔ جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ ان کے ماتحت گورنر بھی انہی کی مثال پر موٹے کپڑے اور کھردرے فرش استعمال کرتے تھے۔

والد محترم کے لئے یہ کمرے کھولے جائیں، تو اس وقت
محمد سلطان ان کی اس طرح حفاظت رکھے کہ شاہ جہان
کے دل پر کسی طرح کا طعن نہ گزرنے پائے۔

آٹنا ظاہر ہے کہ قلعہ
شاہی طبعوس خانہ سر کے اندر مرم شاہی کے

کل مکانات میں شاہی قیدی کو بار حاصل تھا، کیونکہ وہ
انہی حدود کے اندر نظر بند تھا۔ اور انہی میں اُس کے
ناؤ نوش اور عشرت و طرب کے سامان مہیا کیے جاتے
تھے۔ جب خواجہ محمود جو شاہ معزول کے طبعوس خانہ
کا داروغہ تھا مر گیا، تو چند روز تک طبعوس خانہ کے سب
کمرے بند رہے۔ اور جب اس کا جانشین متعین نہ ہوا
شاہ جہان کو تبدیل لباس میں تو قف اور تکلیف کا سامنا
رہا۔ اور نگ زیب نے ایک خط میں شاہ جہان کو لکھا،
”قہر بر کارخانہ طبعوس نمودن از رگزدن خواجہ محمود بود۔
الحال کہ دیگر بریں عہدہ مامور گردید، پوشاک مبارک بہستور
سابق بے تعطل خواہد رسید۔“ (دخانی خان)

جادو ناتھ سرکار لکھتے ہیں، کہ
تلخ مراسلات : شاہ جہان کی نظر بندی کے بعد
سال بھر تک باپ بیٹے کے درمیان خط و کتابت میں تلخی
اور بد مزگی رہی۔ اس رد و کد میں شاہ اور نگ زیب اپنی
ذات کو ہمیشہ حامی اسلام، سلطنت صالحہ کا طرفدار
اور احکام الہی کی اشاعت اور اصلاح سلطنت در خواہ عام
کا ایک حقیر وسیلہ قرار دے کر باپ کی ناقص اور غیر
منصفانہ حکومت کا شاکی ہوتا تھا۔ اور راست بازی
اور فروتنی کے ساتھ اپنے طریق عمل کی حمایت کرتا تھا۔

عالمگیر کی طرف سے سنجیدہ مؤدبانہ جواب :

ہمرنگ، ہموزن اور یکساں تھے۔ اس تسبیح کی قیمت اس
زمانے کے بموجب لاکھ روپیہ تھی۔ اور ایک الماس کی
آر سی تھی جو شاہ جہان ہر وقت اپنی انگلی میں پہنے رہتا
تھا۔ اور نگ زیب نے ان دونوں چیزوں کو بھی طلب
کیا۔

شاہ جہان نے بہت حسرت کے اُس آرسی
کو تو دیدیا، مگر تسبیح کے بارے میں یہ جواب دیا کہ
میں اس کو عبادت الہی میں استعمال کرتا ہوں۔ اور
اس کو اس وقت تک جدا نہ کروں گا، جب تک اس
کے دالوں کو پیس کر سفوف نہ کر ڈالوں۔ یہ جواب
سنکر اور نگ زیب کو اس کے دوبارہ مانگ بھیجنے
کی ہمت نہ ہوئی۔

تسبیح قطعہ آگرہ (۸ جون ۱۶۵۸ء) کے بعد ہی
اور نگ زیب نے شاہی طبعوس، اثاث البیت، ظروف
جو اہرات اور خزانہ کے کل کمروں پر جو دیوان خاص اور
حرم کے بیرونی مقامات سے متعلق تھے، قفل پڑھا کر
نہیں لگوا دی تھیں۔ کل لوازمات اور اسباب پر ضابطی کا
فرمان صادر ہوا۔ اور ان کی نگرانی اور حفاظت کی سخت
تاکید کی گئی۔ خصوصاً جو اہرات اور اشیاء مرصع
معتد خان خواجہ سرا کی نگرانی میں۔ یکے شاہی غسل خانہ
کے کمروں میں مقفل اور سر بھر کر دی گئیں۔ یہ چیزیں
صرف شاہ و نادر مواقع پر معتد خان اور داروغہ اور
تحویلدار شاہی تینوں کی موجودگی میں کھولی جاتی تھیں۔
اور پھر فوڈا بند کر کے قفل پر تین تین مہر کر دی جاتی تھیں۔
اوائل میں اس خیال سے کہ شاہ جہان کی دل شکنی
نہ ہو۔ اس کو ان چیزوں کے وقتاً فوقتاً دیکھنے کی اجازت
تھی۔ مگر شاہزادہ محمد سلطان کو یہ ہدایت تھی، کہ جب

میں نے اس وقت تک دامن عقیدت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور آپ کا مطیع رہا۔ جب تک مجھے اس کا یقین نہ ہو گیا کہ حضور مجھ کو نہیں چاہتے ہیں۔ اور اس لمحہ کی کامیابی کے لئے کوشاں ہیں۔ اگر حضور ہر طرح سے اپنے بڑے لڑکے (داراشکوہ) کی جس کی لیاقت اور خدا پرستی کا حال اب آپ پر روشن ہو گیا ہو گا، امداد نہ کرتے۔ اور اپنے دوسرے بیٹوں کی حفاظت اور سلامتی کا سامان حبیبا کر دینے میں غفلت نہ کرتے، تو سب بھائی مل کر امن و امان کی زندگی بسر کرتے۔ اور اس خانہ جنگی کی آگ نہ بھڑکنے پاتی“

آخر میں سرچا دو ناتھ سرکار نے لکھا ہے، کہ اورنگ زیب کے خیالات درجہ شاہی اور اس کے فراموش کے متعلق بہت بلند اور فلسفیانہ تھے۔ اور بقول اس کے شاہی کے معنی ملک کی حفاظت اور رعایا کی پاسبانی ہے۔ نہ کہ آسائش جماعی اور لذت نفسانی“

شمس الاسلام

توسیع اشاعت ہر سنی
خفی مسلمان کا فرض ہے۔
(نیچر)

جب کبھی شاہ جہان اس کو پسنا ہنجا اور باغی ٹھہراتا تو اورنگ زیب اس کو اس قسم کا متین و شائستہ جواب دیتا:۔ والد محترم! جب تک عنان حکومت آپ کے ہاتھ میں تھی، میں نے کوئی کام آپ کے بے اجازت نہ کیا۔ اور نہ کبھی اپنے عداختیارسے باہر قدم رکھا۔ اس میان پر عالم القلوب شاہد ہے، کہ آپ کی علالت کے زمانے میں داراشکوہ نے کل اختیارات غصب کر لئے اور کفر و الحاد کی ترقی اور اسلام کی ہچکلی پر کمر بستہ ہو گیا۔ اور آپ کو پس پشت ڈال کر خود بادشاہت کرنے لگا۔ جس سے نظام حکومت یک قلم منتشر اور ابتر ہو گیا۔ آپ کے خاص خادموں سے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ امور مملکت کی اصلی صورت حال سے آپ کو آگاہ کرے۔ اگر خدا نخواستہ اس کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو جاتی تو دنیا پر کفر کی تاریکی چھا جاتی، اور اسلام کا نور زوال پذیر ہوتا۔ اور پھر قیامت میں اس کا جواب دینا مشکل ہوتا“

اس کے بعد اورنگ زیب لشکر کشی کا مقصد:۔ منے لکھا، کہ دارالسلطنت پر لشکر کشی سے مجھے محض داراشکوہ کی دست درازیوں کا ستہ باب اور اس کے اسلام سے انحراف اور بت پرستی کی ترقی کا خاتمہ کرنا منظور تھا۔ میں خفی کی جواب دہی کے خیال سے مجبور ہوا، کہ اس بارگراں کا حامل بنوں۔ اور رعایا کی فلاح و بہبود کی زندگی میں مشغول ہو جاؤں“

اورنگ زیب کے قول کے بموجب اس اقدام کی وجہ یہ تھی، کہ شاہ جہان داراشکوہ کی ناجائز جانبداری کرتا تھا۔ وہ ایک خط میں اپنے باپ کو لکھتا ہے:۔ ”اگرچہ مجھے یہ خبر مل چکی تھی کہ غبار فساد کی بلندی اور میرے امور کی برہمی حضور کی تحریک سے تھی۔ اس پر بھی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(محترم مولوی محمد اشرف منٹا قریشی)

۲۲ جمادی الآخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دن ہے۔ اس لئے اس ماہ کے شمارہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کا مختصر سا حال سنا لیں گے۔

(مدا میر)

اسکی وفات موجود ہے۔
انی قلت یا ایہا الناس میں نے کہا تھا، لوگو! میں تم سب
انی سا رسول اللہ کی طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا
الیکم جمیعاً، فقلتم گیا ہوں۔ اس وقت تم نے کہا
کذابت و قال ابوبکر تھو جھوٹا ہے۔ اور ابو بکر نے کہا
صل قنت۔ آپ سچے ہیں۔

(بخاری کتاب تفسیر القرآن باب قل یا ایہا الناس الخ)

امام بخاری نے باب باندھا ہے۔ باب اسلام الی بکر رضی
اور اس میں حضرت عمار بن یاسر کا یہ قول نقل کیا ہے :-
سما یت رسول اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم وسلم کو اس وقت دیکھا تھا،
وما معہ الا خمسة جب آپ کے ساتھ صرف پانچ
عبد و امرأتان والیو بکر غلام دو عورتیں اور ابو بکر تھے۔
(بخاری باب بیان الکتاب) باب القى ابی سلم و صحابہ من
المشرکین بمکہ۔

ان روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے پہلے
حضرت ابو بکر نے اسلام قبول کیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان

فرزین کی اولاد
رسول اللہ سے خاندانی قرابت :- قریشی کہلاتی ہے،
کے پڑوتے کعب بن لوی بن غالب تھے۔ کعب کے دو بیٹوں
میں ایک کا نام مرہ تھا۔ اور دوسرے کا نام عدی۔ مرہ کے ایک
بیٹے کا نام کعب تھا۔ کعب کی اولاد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتکرم پیدا ہوئے۔
اور دوسرے (تیم) سے صدیق رضی اللہ عنہ۔ نبی و صدیق رضی
چوپشتوں کے واسطے سے مرہ تک پہنچتے ہیں۔ عدی کی اولاد
سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ صدیق کے والد
کا نام عثمان تھا۔ جو اپنی کنیت ابو قحافہ سے مشہور تھے۔ اور
والدہ کا نام ام النجیر سلمہ بنت صخر بن عمرو۔ گویا صدیق رضی اللہ عنہ کے
دادا دامر اور نانا دمخر، گئے بھائی تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صرف
دو بہنیں تھیں۔ ام فردہ اور قریمہ۔ بھائی کوئی نہ تھا۔

جب حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے، تو
سب سے پہلے عاتل و بالغ مرد جو آپ ایمان لائے، ان کا نام
نامی عبد اللہ کنیت ابو بکر، لقب حسب بشارت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ آتش دوزخ سے آزاد و ثور ہوئے
کے عقیق اور حضور کی تصدیق میں مبادرت فرمانے کی وجہ
سے صدیق تھا۔ چنانچہ احادیث شریف میں آپ کے متعلق

کوہ احد پر چڑھے تو جلال نبوت سے اس پر لڑہ طاری ہو گیا
آپ نے فرمایا:

اثبت يا احمد فانما عليك لے احد. باقلم وہ۔ تجھ پر تو نبی
نبی و صدیق و شہید الہ صدیق اور دشید میں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، کہ آپ کو خود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لقب صدیق سے یاد فرمایا ہے
بلکہ کلیم بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قسم
کھا کر کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر کا نام صدیق خدا نے
آسمان سے نازل کیا ہے۔

آپ کی چار پشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا زامہ یا سادات پایا۔ اور یہ شرف کسی اور کو حاصل نہیں
ہوا۔ یعنی آپ کے والد ابو قحافہ، فرزند عبد الرحمن اور پوتے
علیق بن عبد الرحمن کو شرف صحابیت نصیب ہوا ہے۔

صحبت و حضورِ رسول : امام جلال الدین سیوطیؒ
فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر

اتفاق ہے کہ بجز اجازت رسول اللہ علیہ وسلم دینے پر دست چھ
وغزوہ) حضرت ابو بکر نے سفر و حضر میں کبھی آپ کا ساتھ
نہیں چھوڑا۔ اور اہل و عیال کو ترک کر کے محض محبت خدا
اور رسول میں ہجرت کی، غار میں رسول خدا کا ساتھ دیا۔

تین دن رات ہے ثور کی غاروں میں نماں

تھا جہاں عقرب وافعی کی حکومت کا اثر

بیم ہاں، خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیِ راہ

ان مصائب میں ہوتی تھی شبِ ہجرت کی سحر

(دشمنی)

لڑائی میں آپ کے دست راست تھے۔ اور کار ہائے
نمایاں کئے۔ جنگِ احد میں تمام لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے بھاگ گئے۔ اور ثابت قدم رہے تو ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ۔ جنگِ بدر میں فرشتوں نے ایک دوسرے سے
کہا کہ وہ دیکھو سائبان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ صدیق کھڑے ہیں۔ جنگِ بدر میں عبد الرحمن بن ابوبکر
مشرکین کے ساتھ ہو کر لڑ رہے تھے۔ جب اسلام لائے تو
انہوں نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ بدر کے روز آپ کئی مرتبہ
میرے تیر کی زد میں آئے، مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

سن کے یہ حضرت صدیق نے ارشاد کیا

راہ حق میں نہیں رشتہ کی رعایت کا محل

تو جری زد میں جو آ جاتا نہ بچ کر جاتا

یہ جری تیغ تھی تیرے لئے پیغامِ اجل

شجاعت : حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ
شجاع ترین کون شخص ہے؟ جواب ملا کہ آپ۔ آپ نے

فرمایا نہیں۔ شجاع ترین ابو بکر صدیق ہیں۔ یوم بدر میں ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سائبان بنا دیا

تھا۔ ہم نے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس

کون رہ گیا کہ مشرکین کو تپہ پر حملہ کرنے سے باز رکھے؟ قسم

ہے خدا کی کہ ہم میں سے کسی شخص کی ہمت نہ پڑی۔ مگر ابو بکر
صدیق تنگیِ تلوار لیکر کھڑے ہو گئے، اور کسی کو پاس نہ چھیننے

دیا۔ اور جس کسی نے آپ پر حملہ کیا، ابو بکر اس پر حملہ آور ہوئے۔

اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مشرکین

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور آپ کو گھسیٹنے لگے

کہ تو ہی ہے جو ایک خدا بتاتا ہے؟ اللہ! کسی کو کفار کے

مقابلہ کی جرات نہ تھی۔ مگر ابو بکر آگے بڑھے اور کھڑک مار مار کر
بٹاتے جاتے اور کہتے جاتے، ہائے افسوس تم ایسے شخص

کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔ یہ فوکر
حضرت علی رو پڑے۔

نفیلت دے گا میں اس کو دے لگاؤں گا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی کہا تھا کہ جو شخص ابو بکرؓ پر کسی اور کو نفیلت دے گا وہ اقرار پر دہی کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

(تاریخ الخلفاء)

مذاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ نے ایک دفعہ حضرت صدیقؓ کی شان میں حضور علیہ السلام کے روبرو قصیدہ پڑھا۔ جس میں ارشاد فرمایا کہ صدیقؓ یار غار رسول ہیں۔ جب آپؐ پہاڑ پر چڑھتے ہیں تو دشمن ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی ان سے محبت ہے، سب پر ظاہر ہے کہ اور کسی سے اتنی نہیں۔ حضور علیہ السلام یہ سنکر بہت خوش ہوئے، اور فرمایا حسان! تم سچ کہتے ہو۔ ایسے ہی ہیں۔

محبت رسول اللہ آپؐ کو اطلاع ملی کہ آپ کے عورت کے جس نے حضور علیہ السلام کے حق میں نامزہ کلمات کہے تھے، دانت نکلو دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اب سزا دی جا چکی ہے۔ ورنہ میں حکم دیتا کہ اس عورت کو قتل کر دیا جائے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سے پیش آئے اس کی سزا قتل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

غم و استقلال ہر کے رحلت فرماتے ہی امت محمدیہ کی کشتی مجدد ہار میں جا پڑی۔ اسے چاروں طرف سے طوفان اور مخالف ہواؤں نے اٹھیرا۔ دشمن کنا سے پرتاک لگائے کھڑے تھے۔ کہ یہ لٹے، اور ہم اہل کشتی کے مال و اسباب لوٹیں کشتی ٹلے خود اوسان پاختہ ہو کر کہہ رہے تھے کہ اللہ ہی ہے جو اس بھنور میں پڑی باد مخالف کے تھپیرے کھا رہی ناؤ کو بچائے۔ مگر کشتی بان حضرت

آپؐ نے جس قندال سے اسلام پیغمبر مالی عبادت: ہر اسلام علیہ السلام کی مدد کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔ جب آپؐ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے۔ جو آپؐ نے سب کے سب حضور علیہ السلام پر خرچ کر دیئے۔ پھر اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

ان من امن الناس حل فی رفاقت اور مال میں مجھ پر صحبتہ و مالہ ابا بکر۔ سب بڑا احسان ابو بکر کا ہے۔ (بخاری باب بیان الکعبۃ)

فضائل علمی وغیرہ: علامہ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ ابو بکر صدیقؓ صحابہ میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے۔ قرآن شریف کا علم آپؐ کو سب سے زیادہ تھا۔ اور اس کے حافظ تھے۔ عرب میں بہت بڑے نسب و ان آپؐ ہی تھے۔ علم تعبیر میں بھی آپؐ کو کمال حاصل تھا۔

آپؐ سب سے زیادہ فصیح تقریر کرنے والے تھے۔ غلام خوف بھی سب سے زیادہ آپؐ ہی کے قلب میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی سب سے زیادہ آپؐ ہی کے دل میں تھی۔

اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کل آدمیوں میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے افضل ہیں۔ ان کے بعد علیؓ الترتیب عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عیسیٰؓ، بلشہ، اہل بد، اہل البیہ اور باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع نہ ہوا، نہ غروب ہو ابو بکر سے افضل ہو، بعد نبی و مرسل کے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو شخص مجھ کو ابو بکر و عمر پر

میری تباہی کی فکر میں ہو۔ جاہلیت میں تو تم نہایت سخت گیر تھے۔ تعجب ہے کہ بعد از اسلام تم سست ہو گئے۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے ان سے جہاد کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ثابت کر دیا کہ قول مردان جان دارد۔

ولایت رسول حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم

کار اور وزیر نوش تدبیر تھے۔ حضور ان کو کبھی اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ حضور علیہ السلام نے ایک سال دفعہ فرمایا، میرا ارادہ ہے کہ لوگوں کو دو دروازہ مالک کی طرف دینی فرائض کی تعلیم کے لئے بھیجوں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو بھیجا تھا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ کے پاس اس قسم کے حواری ابوبکر و عمر موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا، ہر انہ لا غنی عنہا انہ یعنی میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ دین کی آنکھ اور کان ہیں۔ تفسیر حسن عسکری ص ۲۳ میں مذکور ہے کہ صدیق کو یہی کلمات حضور نے وقت ہجرت کے تھے۔ نیز فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پیار و وزیر عطا فرمائے۔ دو اہل زمین سے ابوبکر و عمر۔ اور دو اہل آسمان سے جبریل و میکائیل۔ مگر بائیں ہمہ جہاں طویل غیر حاضری مقتضی نہ تھی، حضور علیہ السلام نے کئی بار ضروری امور کے فیصلہ کے لئے صدیق اکبر کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ سات دفعہ جہاد کے لئے۔ دو بار نماز کے لئے۔ ایک بار حج کے لئے۔ شاہ عبدالغفری صاحب محدث دہلوی نے اپنی بے نظیر کتاب تحفہ میں بحوالہ طعن چارم ان مواقع کو نام بنام پیش کیا ہے، جہاں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قائم مقام اور نائب مناسب مقرر فرما کر بھیجا۔ اور آپ یہ احسن وجوہ کام سرانجام دیکر واپس آئے۔ پھر شاہ صاحب لکھتے ہیں، کہ اگر کام پر نہ بھیجا امامت کی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بڑے دل گر دے کے انسان تھے۔ یہ طوفان یہ بلا غیر موجب اور دشمنوں کی بگڑی نینیں ناخدا کے عزم و استقلال کو ذرا بھی جنبش نہ دے سکیں۔ اور اسے تیز و تند ہواؤں کو جو کشتی کو فنا کی دھکی دے رہی تھی، ایک پھونک سے اڑا دیا۔ اور اس کو صحیح و سالم کناٹے پر لگا دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ عرب مرتد، انصار جدا ہو گئے۔ لیکن میرے والد ماجد نے نہایت استقلال سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا۔ اور تاخیر تدبیر سے ہر مشکل کی عقدہ کشائی کی۔ سب سے پہلے یہی بحث پیش آئی کہ رسول اللہ کماں دفن کئے جائیں۔ لوگ اس میں سخت پریشان تھے۔ اور کوئی کچھ نہ جاسکتا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ نبی وہیں دفن ہوتے ہیں، جہاں وہ اتمال فرمائیں۔ (چنانچہ آپ حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ میں دفن ہوئے)۔ اس کے بعد حضور کے نزدیک اس مسئلہ پیش ہوا۔ کوئی شخص جواب شافی نہ دے سکتا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ہم نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں، صدقہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ واللہ! اگر حضرت ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو خلائے واحد کی پرستش کرنے والا ایک بھی نظر آتا۔ حضور کی رحلت کے بعد تمام عرب قبائل مرتد ہو گئے اور کوفہ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے باوجود اپنی سخت گیر طبیعت کے نرمی کرنے کی سفارش کی۔ مگر حضرت صدیق نے ناراض ہو کر فرمایا، اے عمر! مجھے تو تم سے مدد کی امید تھی۔ مگر تم خلاف توقع

خلیفہ دوم حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دعوتِ مولوی محمد شرف منشا قریشی،

کمال حاصل کیا۔ شہسواری کی نسبت ان کا کمال مشہور ہے، کہ وہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے۔ اور اس طرح جہم کر بیٹھتے تھے کہ جلد بدن ہوجاتے۔ اس کے بعد تعلیم حاصل کی۔ ان اشغال سے فارغ ہو کر آپ نے تجارت شروع کی۔ اور اپنی اعلیٰ قابلیت کی وجہ سے دور دور کے ملکوں میں پھرتے اور تجارت کرتے رہے۔

سلسلہ نسب : حضرت عمر بن الخطاب کا سلسلہ نسب یہ ہے، عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قریظ بن زراح بن عدی بن کعب بن قریظ بن مالک۔ حضرت عمر ایک مشہور روایت پیداؤش و بلوغت : عمر کے مطابق ہجرت نبوی سے ۳۰ برس قبل پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت اجداد کے حالات بالکل نامعلوم ہیں۔ سن رشد کو پہنچے تو باپ نے اونٹ پرلنے کی خدمت سپرد کی۔ شباب کا آغاز ہوا تو حضرت عمر نے شرفاء عرب کے دستور کے مطابق نسب طائی، سپہ گری، پہلوانی اور مقوی کے فنون حاصل کئے۔ ان تمام فنون میں حضرت عمر نے

قبول اسلام : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت انکی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ آپ کے مشرفہ باسلام ہونے کا واقعہ بہت عجیب ہے۔ آپ مسلمان ہونے سے پیشتر اسلام کے سخت مخالف تھے۔ چنانچہ

بقیہ صفحہ گذشتہ : مرہم عدم لیاقت کا سبب ہو تو لازم آتا ہے کہ حسین بھی امامت کے لائق نہ تھے۔ کیونکہ حضرت علی نے کبھی ان دونوں کو کسی جنگ اور کسی کام پر نہیں بھیجا۔ بلکہ اپنے دوسرے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بھیجتے رہے۔ مگر یہ بحث ہی فضول ہے۔ حضور علیہ السلام نے رحلت سے پہلے مدینہ اکبر کو امام جاسحت بنا دیا۔ چنانچہ آپ پھر روز امامت کراتے رہے۔ پھر خلیفہ ہو گئے تو ایسی قابلیت سے فرائض کو انجام دیا کہ عیسائی متوح بھی پکڑائے کہ اس کا ارادہ تو برباد و مردان چنیں کنند۔

صدیق کی جرنیلوں کو ہدایت : جب کبھی آپ نے اسامہ کو اور پھر زید بن سفیان کو جہاد کے لئے شام کی طرف سالار لشکر بنا کر بھیجا، تو دیم و نصرت ہدایت کی، کہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، عبادت خانوں سے وابستہ اشخاص، مشغول عبادت لوگوں اور مادہ جادوؤں کو قتل نہ کرنا، سرسبز درختوں کو نہ کاٹنا نہ جھلانا۔ نہ پھسلو درختوں کو برباد کرنا۔ کھلیاؤں میں آگ نہ لگانا۔ اور پانی حصاروں کو نقصان نہ پہونچانا۔ راہبوں کی عزت کرنا اور کسی پر نہ یاد دہانی نہ کرنا۔

جب آپ فوج کو بھیجتے تو رخصت کرنے کے لئے پامادہ دو تک ساتھ چلتے۔ اور فرماتے کہ جہاد کو جانے والے لشکر سے جو گرد اڑ کر پاؤں پر پڑے گی، اس سے میری آبرو بڑھے گی۔

ایک روز آپ اسلام دشمنی کے بوش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی نیت سے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ لے۔ انہوں نے آپ کو اس ہڈیت میں مسلح اور غضبناک دیکھ کر پوچھا، فیر ہے؟ بولے محمد کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا پہلے اپنے گھر کا پتہ لو۔ خود تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لاپچکے ہیں۔ فوراً پیٹے اور بہن کے ہاں پہنچے۔ وہ قرآن پڑھ رہی تھی۔ ان کی آہٹ پا کر چپ موگئیں۔ اور قرآن کے اجزا چھپا لیں۔ لیکن آواز ان کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔ بہن سے پوچھا، یہ کیا آواز تھی؟ بہن نے کہا کچھ نہیں۔ بولے کہ نہیں میں سن چکا ہوں۔ تم دونوں مرتد ہو چکے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریبان ہوسٹے۔ اور جب انکی بہن بچانے کو آئیں تو انکی بھی خبر لی۔ یہاں تک کہ ان کا بدن بسو لہان ہو گیا۔ اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا کہ عمر جو بن آوے کرو۔ لیکن اسلام اپ دل سے نہیں کھل سکتا۔ ان الفاظ نے عمر کے دل پر خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نظر سے دیکھا اس کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی۔ فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے۔ مجھے سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھ دیے۔ اور اٹھا کر دیکھا تو یہ سورۃ تھی :-

سبح لله ما في السموات والارض وهو العزيز الحكيم۔ ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے :- اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرِسَالِہِہِ توبے اختیار پکارا تھے، اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقم کے مکان میں جو کوہ صفا دکتیلی، میں واقع ہے، پناہ گزین تھے۔ حضرت عمر نے آستانہ مبارک پر دشتک دی۔ چونکہ شمشیر

بکف تھے۔ اور اس تازہ واقعہ کی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ اس لئے صحابہ کو تردد ہوا۔ لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ آئے دو۔ مخلصانہ آیا ہے تو بہتر، ورنہ اسی کی تلوار سے سر قلم کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر نے اندھ قدم رکھا تو رسول اللہ خود آگے بڑھو اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا۔ کیوں عمر! کس ارادے سے آیا ہے؟ بنوت کی پر عیب آواز نے ان کو کپکپا دیا۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ عرض کی کہ ایمان لانے کے لئے۔

آنحضرت بے ساختہ اللہ اکبر پکارا تھے۔ اور ساتھ ہی تمام صحابہ نے مل کر اس روئے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ حضرت عمر کے ایمان نے اسلام کی تابیخ میں نیا دور پیدا کر دیا۔ اس وقت تک اگرچہ چالیس پچاس آدمی ایمان لاپچکے تھے۔ عرض کے مشہور بہادر حضرت حمزہ سید الشہداء نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ تاہم مسلمان اپنے مذہبی فرائض علانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اور کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنا بالکل ناممکن تھا۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کے ساتھ دفعۃً یہ حالت بدل گئی۔ انہوں نے علانیہ اپنا اسلام ظاہر کیا۔ تو کافروں نے اول اول ان پر بڑی شدت کی۔ لیکن وہ برابر ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی۔ ابن ہشام نے اس واقعہ کو عبداللہ بن مسعود کی زبان سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے :-

فلما اٰملم عمر قریش سے لڑے یہاں تک کہ حتیٰ صلی عند کعبہ میں نماز پڑھی۔ اور ان کے ساتھ الکعبۃ و مسلمینا معہ ہم لوگوں نے بھی پڑھی۔ حضرت عمر کے اسلام کا واقعہ سن نبوی کے چھٹے سال میں واقع ہوا۔

ہجرت : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار کو مسلمانوں پر ناقابل برداشت ظلم و ستم کرتے دیکھا تو آپ نے ہجرت کا حکم دیدیا۔ اور خود بھی حضرت ابو بکر کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت فرما گئے۔ آپ کے بعد بہت سے مسلمان جو کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آئے ہوئے تھے، اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی ہجرت کر گئے چنانچہ حضرت عمر بھی بیس آدمیوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اور آپ دفاہ بن عبد المذذ کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ کفار مکہ نے مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے چھپر چھاڑ جاری رکھی۔ چنانچہ اس کے بعد کفار مکہ سے مختلف مقامات پر کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عمر بھی شریک جنگ ہوتے رہے۔

خلافت اور فتوحات : حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں مسرتدین عرب اور مدھیان نبوت کا خاتمہ ہو کر فتوحات ملی کا آغاز ہو چکا تھا۔ حضرت ابو بکر کی خلافت کے دوسرے ہی برس یعنی ۶۳۲ء میں عراق پر لشکر اور حیرت کے تمام اضلاع فتح ہو گئے۔ ۶۳۳ء میں شام پر حملہ ہوا۔ اور اسلامی فوجیں تمام اضلاع میں پھیل گئیں۔ ان محلات کا آغاز ہی تھا کہ حضرت ابو بکر کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے عنان خلافت ہاتھ میں لی تو سب سے ضروری کام ان ہی محلات کا انجام دینا تھا۔

مسند خلافت پر بیٹھ کر آپ نے سب سے پہلے عراق کی حصہ پر توجہ کی۔ اور غنی کی ملک کے لئے فوج ایک فوج جو عبیدہ کی سرکردگی میں روانہ کر دی۔ موقع جنگ پر فوج کی کمان ابو عبیدہ کے سپرد کی گئی۔ انہوں نے غنی کی دانشمندانہ صلاح کے خلاف ایرانیوں سے ایسی جگہ جنگ شروع کی کہ مسلمان اپنے جوہر مردانگی نہ دکھاسکے۔ اور مسلمانوں کو سخت

ذک الثعانی پڑی۔ اور خود ابو عبیدہ بھی اس معرکے میں شہید ہو گئے۔ لیکن بالآخر دشمن کی جنگی قابلیت سے مسلمانوں نے ایرانیوں کو سخت شکست دی۔ اور فرسک پر قبضہ کرنے کے بعد حیرہ میں داخل ہو گئے۔ اسی دوران میں تخت ایران پر نیا بادشاہ یزدجرد تختن ہوا۔ جو کہ بہت حوصلہ مند نوجوان اور مدبر جرنیل تھا۔ اس نے اپنے ملک کو اسلامی یلغار سے بچانے کے لئے ایک لاکھ کی ہزار فوج بھیجی۔ دشمنی نے ایرانیوں کے اس عظیم الشان لشکر کو دیکھ کر مدینہ طیبہ سے ملک پہنچنے تک لڑائی سے احتراز کیا۔ اور مہرا کے کنارے کی طرف پیچھے ہٹ آئے۔ جب ملک پہنچ گئی تو سعد بن وقاص جو کہ خلیفہ کے حکم سے ملک لیکر پہنچے تھے۔ تیس ہزار فوج لیکر ایرانیوں کے مقابلہ میں نکل آئے۔ تین روز سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ طرفین نے خوب داد مردانگی دی۔ تیسرے روز ایرانی صفوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ اور وہ سخت نقصان اٹھا کر شکست یاب ہوئے۔ ان کا جرنیل بھی اس جنگ میں ہلاک ہوا۔ اس کے بعد کئی چھوٹی بڑی جنگوں میں مسلمان ایرانیوں کو پسا پسا کرتے گئے۔ لیکن شاہ ایران کی دیشہ دوانیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں شورشیں اٹھتی رہتی تھیں۔ چنانچہ اس کے سدباب کے لئے مسلمانوں نے اس بات کا فیصلہ کیا، کہ کسریٰ کی حکومت کو تیغ و بن سے اکھاڑ دیا جائے۔ اور اس کے تمام وکمال مقبوضات کو دولت اسلامیہ میں شامل کر لیا جائے۔ تاکہ اس شے کی شورش اور بد امنی کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ غلیظہ اسلمین کے حکم سے ایک زبردست ملک اسلامی فوج کو بھیجی گئی۔ اور ہریدہ روہنے اپنے کھوئے ہوئے ملک کو واپس لینے کے لئے ایک نہایت زبردست لشکر جمع کر لیا تھا۔ اس کے مقابلے کے لئے نعمان نامی ایک جرنیل جو ہ سو قات ایرانی شورشوں کی روک تھام کر رہا تھا۔ عرب فوج کا سردار مقرر ہوا۔ اور کوہ

البرز کے دامن میں بمقام ناند ایک خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں ایرانی جو تعداد میں مسلمانوں سے چند گنا زیادہ تھے، نقصان عظیم کے بعد تتر بتر ہو گئے۔ امدان کا بادشاہ شہر بشیر، قریہ بقرہ مارا پھر تارما۔ اور آفرانیہ ایک ٹکڑوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس طرح حضرت عمر کی خلافت میں ایران پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔

فتوحات روم و شام : رومیوں نے مکی سردوں پر ایک لڑنے کا خطرہ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے ان کے سیلاب کو روکنے کے لئے جو نئی فوجیں ایران کی فتح کے بعد واپس مدینہ طیبہ پہنچیں تو خلیفہ المسلمین نے ان کو شمال کی طرف رومیوں کی سرکوبی کے لئے بلخا کا حکم دیدیا۔ فوج کے چار حصے کر کے ہر ایک کو ایک جرنیل کے ماتحت کر دیا۔ اور حکم دیا کہ یہ جرنیل ملک کے مختلف حصوں میں جنگ کا نقشہ جائیں۔

ابو عبیدہ جحشی ڈوین فوج کے کمانڈر ہوئے اور انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر بایر میں قائم کیا۔ فلسطین کا ڈوینٹرن عمرو بن عاص کے زیر کمان روانہ ہوا۔ دمشق کا دستہ فوج یزید بن ابوسفیان کے ماتحت بھیجا گیا۔ اور چوتھا دستہ شریعل کی سرکردگی میں وادی اردن میں مشغول پیکار ہوا۔ کل فوجیں ۳۵۰۰۰ تھیں۔ حملہ آوروں کی مافعت کے لئے ہر قلعہ و حصہ کی طرف آیا۔ اور وہاں سے فوج کے مختلف دستے روانہ کئے۔ رومیوں کی اس نقل و حرکت کو دیکھ کر مسلمان سرداروں نے باہم نامہ و پیام کے ذریعہ مشورہ کر کے اپنے چاروں دستے یرموک کے نزدیک ایک مقام جولان پر اکٹھے کر لئے۔

فتح یرموک : یرموک ایک گننام سا ویا ہے جس پر یرموک کے کمانے ہموار اور ڈھلوان ہیں۔ اور

چکر کے سرے پر ایک گھاٹی ہے، جو میدان کے دروازے کا کام دیتی ہے۔ اس جگہ کو مسلمان و قوسہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ رومیوں نے اس جگہ کو قذافی طور پر محفوظ دیکھ کر فوجی قیام کے لئے موزوں سمجھا۔ امدان کی فوجیں عربوں کا ذرا خیال نہ کر کے اس کی طرف روانہ ہو گئیں۔ عربوں نے فوراً غنیم کی غلطی معلوم کر لی۔ اور دیا کو شمالی جانب سے عبور کر کے گھاٹی کے کنارے تاک میں بیٹھ گئے۔ دونوں فوجیں دو ماہ تک ایک دوسرے کی راہ تنگ رہیں اتنے میں خالد بن ولید خلیفہ المسلمین کے حکم سے کالیا سے روانہ ہو کر ان میں آئے۔ اور رومیوں کو ان کی آمد کی خبر نہ ہونے پائی۔ ہر قلعہ کا فوج دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔ اور عربوں کی صرف چالیس ہزار۔ لیکن رومی عربوں کے ترسخے میں اس بری طرح پھنس چکے تھے کہ ان کے ہاتھ پست ہو گئے۔ آخر کار ہلاکت ۳۲ھ کی صبح کو پادریوں کے ہوش بغیر دلائے سے رومی میدان جنگ میں کوہ پڑے۔ اور ایک مشہور خونریز لڑائی ہوئی۔ جو کہ جنگ یرموک کے نام سے مذکور ہوتی ہے۔ رومیوں کو سخت شکست ہوئی، ان کے کشتوں کے پتے لگ گئے۔ بہت سے دیا میں غرق ہوئے۔ اب سدا جنوبی شام عربوں کے زیر نگین تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے شام کے تمام دیگر شہر یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ آخر کار یہ بہادر مجاہدین انطاکیہ کی دیواروں تلے جا پہنچے۔ جو کہ روم کا صدر مقام تھا۔ یہاں دوسرے مقاموں سے فرار شدہ رومی سپاہی جمع ہو گئے تھے۔ امدان کی اچھی خاصی مضبوط جمعیت بن گئی۔

شہر سے باہر چھوٹی سی لڑائی کے بعد یہ ہزیمت خوردہ سپاہی اس قدر شکستہ دل ہو گئے کہ زیادہ دیر تک محصور رہنے کی تکلیف نہ برداشت کر سکے۔ اور تنگ آنکھ اطاعت مان لی۔

بعد مغربی اقوام سے جنگیں ہوئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ تک تمام ساحل زیر فرمان کیا گیا۔

شہادت خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ

خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ

عقب کی طرف سے ایسا حملہ کیا کہ آپ جان برباد ہو گئے۔ اور تھوڑی سی علالت کے بعد رحلت فرما گئے۔ رحلت فرمانے سے پیشتر حضرت عمرؓ نے چھ آدمیوں کی ایک کونسل اپنا جانشین منتخب کرنے کے لئے مقرر کی۔ حضرت عمرؓ کی وفات اسلام کے لئے سخت صدمہ تھی۔ وہ سخت گیر مگر منصف مزاج، دور اندیش، لوگوں کی فطرت و خصلت سے بخوبی آگاہ اور عرب جیسے بے لگام لوگوں کی سرداری کے لئے خوب

موزون تھے۔ وہ کشیدہ قامت، مضبوط اور وجیہ شخص تھے۔ نہایت سادہ اطوار، کفایت شعار، جفا کش اور رعایا کے ادنیٰ ترین شخص تک پہنچنے والے تھے۔ اور رات کے وقت بغیر ادول اور پہرہ کے رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لئے باہر آمد و مرگشت کرتے تھے۔

یہ تھا اُس کا عالیشان اور مطلقاً عکرم ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و

رومی گورنر نے اب بڑی بھاری فوج جمع کر کے یروشلم کے مشرق میں قیام کیا۔ عرب برنیل بھی اس طرف بٹھے یہاں بھی یرموک کی طرح سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور رومیوں کی ساری فوج تباہ و برباد ہو گئی۔ صرف چند سپاہی اور سردار بچے۔ جو سب یروشلم میں پناہ گزین ہوئے۔

آب یروشلم مسلمانوں کے محاصرہ میں تھا۔ تسخیر یروشلم یہاں رومیوں کی بہت بڑی فوج محصور پڑی تھی۔ کچھ عرصہ کے محاصرہ کے بعد پادری اعظم نے صلح کی درخواست کی۔ لیکن شہر کو سوائے خلیفہ کے کسی اور کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اس درخواست کو شریف قبولیت بخشا۔ اور بغیر کسی شان و شوکت کے صرف ایک غلام کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے یروشلم پہنچے، جہاں پادری اعظم نے ان کا استقبال کیا۔ خلیفہ اسلام اور بطاریق نصاریٰ اس مقدس شہر میں اکٹھے داخل ہوئے۔

مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ اب بحیرہ اسود تک پہنچ چکا تھا۔ اب عربوں نے بیڑہ بھارات تیار کرنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ اور بہت دن گزرنے نہ پائے تھے کہ وہ سمندروں کے بھی مالک بن گئے۔ رومی پیران کے آگے آگے دم دبا کر ایسا بھاگا کہ ڈاڈ تلز پر آکر دم لیا۔ عربوں نے مجمع الجزائر یونان کو نہایت سرعت اور کامیابی سے فتح کر لیا۔

مصر کی طرف سے شام ہر بار بار یورشوں اور رومی دھاووں سے تنگ آکر خلیفۃ المسلمین نے فسطی کے راستہ سر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ عمر الدین الصاص صرف چار ہزار فوج لیکر روانہ ہوئے۔ اور تین ہی ہفتوں میں ملک کو رومیوں سے پاک و صاف کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مصر کا تمام ملک جنوب میں ایجے سینیا تک اور مغرب میں لیبیا تک مسلمانوں کے تصرف میں آگیا۔ مصر کی تسخیر کے

جواہرِ بزمِ

(مولوی عبدالرشید صاحب ثاقب چک ۵۵ شمالی ضلع سرگودھا)

- ۱۔ اپنی آل و اولاد کی یاد میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔
- ۲۔ دنیا میں جو چیز بہت کم ہے وہ سچائی اور امانت ہے۔
- ۳۔ تلوار کی نسبت فکرم پری نے زیادہ خون کئے۔
- ۴۔ ہر کام جو دل سے کیا جائے آسان ہے۔
- ۵۔ ہمارا سورہتا ہے، مقروض کو نیند نہیں آتی۔
- ۶۔ ظالم کی نیند اسکی بیداری سے بہتر ہے۔
- ۷۔ غلطی کرنا انسانی اور معاف کرنا خدائی صفت ہے۔
- ۸۔ جو کہو اسے پورا بھی کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا ہے کہ جو کہو اور اس پر عمل شکرو۔
- ۹۔ انسان کی شرافت اسکے حسب سے ہے، نہ کہ نسب سے۔
- ۱۰۔ جیسے ادا کئے ہر قسم کی برائی سے احتراز واجب ہے۔
- ۱۱۔ فیضِ خیر کی نیروائے شیطان کے بھاٹی ہیں۔
- ۱۲۔ فقیر کی صدا سخی کے لئے نغمہ حیات ہے۔
- ۱۳۔ طہارت اور صفائی کے ساتھ رہنا چاہئے۔ کیونکہ یہ عمل خدا کو محبوب ہے۔
- ۱۴۔ جسوقت دو پر کا کھانا کھاؤ لیٹ جاؤ۔
- ۱۵۔ خدا کو یاد کرو کیونکہ اسکی یاد سے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔
- ۱۶۔ ایک پرہیز شو عظیم کے برابر ہے۔
- ۱۷۔ جو مومن بھی عمل صالح کریگا، ضرور فرود جنت میں داخل کیا جائیگا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ کسی پر ہرگز ہرگز ظلم نہ کیا جائے گا۔
- ۱۸۔ اچھی ابتدا کرنے سے کام آدھا ہو جاتا ہے۔
- ۱۹۔ قیم کھانا جھوٹے کی علامت ہے۔
- ۲۰۔ عید صرف ایک دن اور محرم کا عشرہ ہے۔
- ۲۱۔ فرصت کو ضائع کرنا ہلاکت ہے۔
- ۲۲۔ زبان اگرچہ تلوار نہیں پر تلوار سے زیادہ تیر ہے۔
- ۲۳۔ سب سے زیادہ نیکی یہ ہے کہ جو کون کو کھانا کھلایا جائے اور پیاسوں کو پانی پلایا جائے۔
- ۲۴۔ جب کوئی مسلمان ملے تو اسے سلام کرو۔ خواہ وہ اجنبی ہو یا واقف۔
- ۲۵۔ گرم کرو، کیونکہ گرم دھسے زیادہ نرم ہے۔
- ۲۶۔ نہ ہونے کی نسبت دیر سے ہونا بہتر ہے۔
- ۲۷۔ ایک جھوٹ سے بہت سے جھوٹ لازم آتے ہیں۔
- ۲۸۔ محکمن اور مظلوم کی اطاعت کرنا اور مصیبت زدہ کو مصیبت سے چھکارا دلا لگنا ہوں کا کفارہ ہے۔
- ۲۹۔ جہالت سب سے بڑا غلط ہے۔
- ۳۰۔ علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔
- ۳۱۔ سب سے بڑی حکومت غصہ کا محکوم کرنا ہے۔
- ۳۲۔ سخاوت کرو، مسرف نہ بنو۔ اوسط سے خرچ کرو بالکل فقیر نہ بنو۔
- ۳۳۔ دنیا کا کام کس نے تمام کیا ؟
- ۳۴۔ بیوہ اور مسکین کی نگرانی کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے نمازی فی سبیل اللہ۔

(باقی اگلے صفحہ کے نیچے)

سلام

بدرگاہِ سید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(از جناب صبا مروہی)

السلام اے اولین خیر امت السلام
السلام اے منظر نور صداقت السلام
السلام اے جانشین شاہِ امت السلام
السلام اے سالکِ راہِ حقیقت السلام
السلام اے نئی عشق و محبت السلام
السلام اے جلوہ توشیحِ حکمت السلام
السلام اے بحرِ خلاقِ محبت السلام
اے رفیقِ مصطفیٰ اے صدرِ نرمِ اولیاء

السلام اے بہترین قوم و ملت السلام
السلام اے مصدرِ رشد و ہدایت السلام
السلام اے زینتِ تحتِ خلافت السلام
السلام اے ادنیٰ شرع و حقیقت السلام
السلام اے پر تو شمعِ نبوت السلام
السلام اے عاشقِ مہرِ رسالت السلام
السلام اے متابِ ہدایت السلام
یعنی اے صدیق اے ماہِ کرامت السلام

فیج اسرارِ حق اے مصدرِ انوارِ حق
یا برِ غرار اے مہرِ تبلیغ و ہدایت السلام

بقیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۳۵ - تمند کی تعریف کرد

- ۳۲ ، دنیا کی زندگی مسافرانہ گزارو۔
۳۳ ، وقت، ہوا، دولت، عورت ہمیشہ بٹکتے رہتے ہیں۔
۳۴ ، خدائی مخلوق کیساتھ بھلائی کرنا دینداری کی علامت ہے۔
۳۵ ، مسلمان پر لعنت کرنا قتل کے برابر ہے۔
۳۶ ، کامل مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ پاؤں اور زبان سرِ خلقِ خدا محفوظ رہے۔
۳۷ ، قوم اور وطن پرستی کا جذبہ سب جنہوں سے افضل ہے۔
۳۸ ، سب سے بڑی اور اول جہادت یہ ہے کہ انسان خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد والدین کی دل و جان سے خدمت کرے۔
- ۳۹ ، زمین کی پاک اور حلال چیزیں کھاؤ۔
۴۰ ، سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ۔
۴۱ ، خدا کی تقسیم پر مطمئن ہونا سچا ایمان ہے۔
۴۲ ، فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر زیادہ سخت ہے۔
۴۳ ، مئےِ شراب، قمار، دھوا، بہت برے ہیں۔
۴۴ ، نئی داندنیں غافلانہ انجامِ شرابِ آخر یہ آتش می روند از راہِ آبِ آخر۔
۴۵ ، مومن کی زبان دل سے پیچھے رہتی ہے۔ جب بولنے لگتا ہے تو پہلے سوچ لیتا ہے۔

کتاب ترین کافیت

- پنج احق:** ہر حقرت مولانا ظہور احمد صاحب گوی روم کی آخری مکتبہ الادب تقریر ذہب شیعہ پر سیرماصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰/-
- تفسیر آیت مباہلہ:** ہر کی صحیح تفسیر۔ اور شیعوں کے بڑے مخالف کا ازالہ۔ قیمت چار آنے ۱۲/-
- تفسیر آیت امامت:** ہر اور مسئلہ امامت پر سیرماصل تبصرہ۔ قیمت چار آنے ۱۲/-
- تفسیر آیت میراث ارض:** ہر متصفہ ایضاً، آیت ولقد کتبنا فی الزبور ایسے خلفاء راشدین کی خلاف ثابت۔ قیمت ۱۲/-
- تفسیر آیت اولی الامر منکم:** ہر شیعوں کے مخالف کا جواب۔ قیمت چار آنے ۱۲/-
- تفسیر آیت معیت:** ہر متصفہ ایضاً، آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الا کی تفسیر۔ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا خلیفہ برحق جو ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت چار آنے ۱۲/-
- تفسیر آیت تمکین:** ہر کے اصحاب جاہلین کی یادگار الہی میں بڑی عزت تھی۔ ان میں سے ہر ایک امت و خلافت کی کمالیت رکھتا تھا۔ ان کی خلافت قرآن کی موجودہ خلافت ہے۔ اور ان کے بعد خلافت کے تمام کام ختم کے پسندیدہ و مقبول ہیں۔ قیمت چار آنے ۱۲/-
- تفسیر آیت رضوان:** ہر متصفہ ایضاً، آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ کی تفسیر جس سے ثابت کیا گیا ہے، کہ حضرات خلفاء ثلاثہ اور تمام صحابہ مدینہ مطہرہ میں۔ اور بدلنے ان سے اپنی رضا مندی کا اعلان کر دیا۔ قیمت چار آنے ۱۲/-
- تفسیر آیت مودۃ القرنی:** ہر متصفہ ایضاً، آیت قل لا اعدکم علیہ اجمع الخ کی صحیح تفسیر جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ جو اس آیت کے حوالہ سے محبت اہل بیت کو ابورسالت کہتے ہیں۔ یہ قرآن کی معنوی تحریف اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر نہایت سخت حملہ ہے۔ قیمت دس آنے ۱۰/-
- ابوالائمہ کی تعلیم:** ہر متصفہ ایضاً، جس میں شیعہ کتب سے ثابت کیا گیا ہے، کہ کوئی شخص محبت حضرت علیؑ نہ ہو اور ہر کار اہل بیت کرامؑ نہ ہو سکتا، جب تک کہ مذہب حق اہل سنت والجماعت اختیار نہ کرے۔ قیمت آٹھ آنے ۸/-
- کشف الشبہیں حصہ دوم و سوم:** ہر جس میں فیضائل صحابہ و دیگر مسائل پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ قیمت دہ روپیہ ۲۱/-
- علمائے ہند کی شاندار ماضی:** ہر سرورق نگین مجلد قیمت ساڑھے چھ روپیہ ۶/۵۰
- غلام احمد نمبر:** ہر آٹکے پڑھنے سے کوئی معقولیت پسند انسان مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ قیمت دس آنے ۱۰/-
- تحقیق فدک:** ہر متصفہ مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری اہل نواہی۔ نہایت بہترین اور قابل دید کتاب ہے۔ قیمت دہ روپیہ ۲۱/-

ملنے کا پتہ

مکتبہ حبیب الانصار و فیجر رسالہ شمس السلام ڈاکخانہ شمس السلام بصرہ (پاکستان)